# تکفیری فکر کی پیدائش اور وسعت پر ایک تجزیہ اور اس سے نجات پانے کا راستہ

محمد رضا وحیدی نژاد
مترجم: منہال حسین

صدر اسلام اور اس کے کچھ سالوں بعد واقعات رونما ہوئے[۱] جیسے خوارج کے ساتھ جنگ، [۲] غالیوں کا غلو [۳] اور بعض نفرت آمیز و جاہلانہ فتووں کا دیا جانا جن کی وجہ سے اسلام بعض گمراہ اور منحرف افکار کی زد میں آگیا لیکن ائمہ معصومین علیہم السلام کی جانب سے شدید مخالفت، زندہ ضمیر اصحاب، علماء اور مسلمانوں کی بیداری سے اسے روبرو ہونا پڑا جس کی بنا پر اس کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے تھے۔

ادھر پھر دو تین صدیوں سے مسلمانوں کے درمیان منحرف افکار اور فرقوں نے جنم لینا شروع کر دیا ہے۔ایسے افکار اور فرقوں کے وجود میں آنے کے اسباب کچھ اس طرح ہیں: جہالت، جاہلانہ تعصب، بدگمانی، بدعت، زیادہ روی اور استعمار کی حمایت۔

علماء اور بزرگان دین کی مخالفت کے باوجود منحرف فرقوں نے اپنے عقیدے کو، نبی کی سنت اور صحابہ کی سیرت سے سمجھی ہوئی باتوں کو اسلام اور اسلام کا سب سے صحیح عقیدے کا نام دے دیا، اسلام کے حقیقی چہرے اور واقعی توحید کی جدید تفسیر کر کے اہلسنت کے چار فرقے بناڈالے اور شیعوں کی جانب سے ان کی مخالفت اور اس تفسیر کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے شرک و کفر سے متہم کر دیا۔[۴]

ان لوگوں نے اپنے مخالفین کو کفر سے متہم کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جہاد کے نام پر نہایت وسیع پیمانہ پر عورتوں، بچوں اور مسلمانوں کا قتل عام کرنا شروع کر دیا اور اسلامی ممالک میں ایسے بھیانک جرائم کے مرتکب ہوئے کہ جن کی توجیہ کسی بھی صورت میں نہیں کی

جاسکتی اور اس طرح ان لوگوں نے دنیا میں اپنا ایک خونخوار چہرہ پیش کیا ، جہاں مسلمان مصیبتوں کا شکار ہورہے تھے وہیں یہودی صہیونیزم اور اسلام کے کھلم کھلا دشمن امن وراحت کا احساس کرنے لگے تھے۔۵

مسلمانوں کے درمیان تعصب آمیز افکار کے جنم لینے کا ایک سبب بعض نادان اہل تشیع کی زیادہ روی بھی تھی ،جن میں وہ لوگ شامل ہیں جنہوں نے ائمہ معصومین علیہم السلام کو عبودیت سے الوہیت کے درجہ پر پہنچا دیا اور انہیں خدا کا شریک بنادیا۔حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ھلک فیّ رجلان؛ محب غال و مبغض قال" دولوگ میرے سلسلہ میں ہلاک ہوئے ؛ ایک وہ جو میرے حق میں غلو کرتا ہے اور دوسرا وہ جو میرا کینہ توز دشمن ہے " ۶ گرچہ اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ غالیوں کے وجود میں آنے کا باعث خوارج اور نواصب ہیں لیکن غالیوں نے اپنے عقائد کے ذریعہ خوارج کی سرگرمیوں کو تیز کردیا۔۷

مذکورہ عوامل اور اسباب مسلمانوں کے درمیان تفرقہ اور تکفیر کا باعث ہوئے جو ہمیشہ سے اسلامی دشمنوں کی سازش اور ان کا اصلی ہدف رہا ہے ۔

آج کے دور میں اسلام اور امت مسلمہ کو سب سے بڑا لاحق ہونے والا خطرہ مسلمانوں کی تکفیر ہے ،یہ ایک ایسی مصیبت ہے جو روز بہ روز طاقتور ہوتی جارہی ہے کہ اگر اسے روکانہ گیاتو یہ مستقبل میں نہایت طاقتوراورمستحکم ہوجائے گی۔

رہبر معظم انقلاب آیت اللہ العظمی علی خامنہ ای فرماتے ہیں:" آج ایسے لوگ بھی ہیں جن کا اسلحہ تکفیر ہے اور انہیں اپنے آپ کو تکفیری کہنے میں شرم بھی محسوس نہیں ہوتی ، یہ افکار زہر ہیں جسے اسلامی سماج سے باہر نکالنے کی ضرورت ہے ۔ ۸

تکفیر نامی عظیم مشکل سے رہائی کے لئے آج کے مسلمانوں کو تکفیر کے اسباب ،اس کی پیدائش، مقدمات اور اس کے عوامل سے آگاہ ہونا بے حد ضروری ہے، اسی طرح فریقین کے علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ آیتوں ، روایتوں اور سنت پیغمبرؐ کی روشنی میں لوگوں کو تکفیر نامی ناسوراور خطرناک کینسر سے آگاہ کریں اور مسلمانوں کے درمیان ہمیشہ سے زیادہ میل و محبت کو بڑھاوا دیں۔

## کفر و تکفیر کی مفہوم شناسی

### کفر و تکفیر لغت میں

صاحب مفردات راغب[۹] لکھتے ہیں: " لغت میں کفر کے معنی کسی بھی چیز کو چھپانا ہے اور رات کو کافر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ہر چیز کو چھپا دیتی ہے اور کسان کو کافر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ زمین میں دانوں کو چھپا دیتا ہے اور کفران نعمت کا مطلب ہے، نعمتوں کو چھپانا، اور نعمت پر شکر نہ کرنا بہت بڑا کفر ہے جو خدا کی وحدانیت ، دین یا نبوت کے انکار کے برابر ہے ۔

" کفران " کا لفظ زیادہ تر نعمتوں کے انکار اور " کفر" کا لفظ دین کے انکار کے لئے اور "کفور" کا لفظ مذکورہ دونوں مورد کے لئے بولا جاتا ہے ۔

تفسیر مجمع البیان کے مطابق شریعت میں کفر کے معنی ہیں: ان چیزوں کا انکار کرنا جن کی معرفت حاصل کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے جیسے خدا کی وحدانیت ، عدالت ، پیغمبر اکرم ﷺ کی معرفت اور جو کچھ دین کے ارکان میں سے آنحضرتؐ لائے ہیں ، ان کا انکار کرنا۔

"راغب کہتے ہیں :" دین کی زبان میں کافر اسے کہتے ہیں جو خدا کی وحدانیت یا نبوت یا شریعت یا تینوں کا انکار کرے۔

بہرحال کافر اس شخص کو کہتے ہیں جو تمام اصول دین یا دین کی بعض ضروریات کا انکار کرے۔

کفر کے متعدد درجے ہیں لیکن ان میں سب سے زیادہ خطرناک خدا کا انکار کرنا ہے ، قرآن کریم میں وارد ہوا ہے: "ان الّذین کفروا سواء علیھم أأنذرتھم ام لم تنذرھم لایؤمنون"[۱۰] یا ایک دوسری آیت میں اللہ فرماتا ہے: " انّ شرّ الدّواب عند اللہ الّذین کفروا " [۱۱] اپنے رسولوں اور نبیوں کے انکار کے سلسلہ میں ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے: " انّ الذین یکفرون باللہ ورسلہ و یریدون ان یفرقوا بین اللہ و رسلہ" [۱۲] یا "فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ للہ علی الکافرین" [۱۳] اسی طرح خدا کی نشانیوں کے انکار کے سلسلہ میں ارشاد ہو ہے: "ذلک بانھم کانوا یکفرون بآیات اللہ و یقتلون النّبیین" [۱۴] یا فرماتا ہے : " ان الذین کفروا بآیات اللہ لھم عذاب شدید" [۱۵] اسی طرح قیامت کے انکار کی وضاحت دیتے ہوئے خدا فرماتا ہے " ومن یکفر باللہ و

ملائکتہ وکتبہ و رسلہ والیوم الآخر فقد ضل ضلال بعیدا" ۱۶ یا فرماتا ہے: "الذین ضل سعیھم فی الحیاۃ الدنیا۔۔۔ اولئک الذین کفروا بآیات ربھم ولقائہ" ۱۷ اسی طرح الوہیت کی حقیقت اور صفات ذات سے کفر کے سلسلہ میں رب العزت کا فرمان ہے: "تدعوننی لاکفُرَ باللہ واشرک بہ مالیس لی بہ علم" ۱۸ یا فرماتا ہے: "ذلکم بانہ اذا دعی اللہ وحدہ کفرتم وان یشرک بہ تومنوا" ۱۹

مذکورہ آیتوں کی روشنی میں کافر اسے کہا جاتا ہے جو جان بوجھ کر تمام اصول دین یا ان میں سے بعض یا پھر ضروری دین کا انکار کرے۔

## تکفیری فکر کی بنیادیں

تاریخی و کلامی واقعات کا دقیق مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ درج ذیل عوامل کو تکفیری فکر کی پیدائش کے اسباب میں سے شمار کیا جاسکتا ہے؛

۱۔ جہالت

الف: فکری جمود اور جہالت

جہالت کی وجہ سے حقائق پوشیدہ رہتے ہیں یا ان کی شکل و صورت بدل دی جاتی ہے اور انہیں من گھڑت عقیدہ بنادیا جاتا ہے جیسا کہ جہالت اور معرفت نہ ہونے کی وجہ سے خوارج کے ساتھ ہوا، یہ لوگ اپنی ٹیڑھی اور اندھی فکر کو ایک دینی عقیدہ بنا بیٹھے اور جو بھی ان کے خلاف کہتا یا اس کا عقیدہ ان کے عقیدے سے مختلف اور جدا ہوتا، اسے کافر کہتے اور اس کے ساتھ جنگ پر اتر آتے، چاہے وہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام جیسی شخصیت ہی کیوں نہ ہو، حالانکہ آپ بے نظیر شخصیت کے مالک، صاحب اوصاف و کمالات اور وقت کے امام تھے۔

شہید مطہریؒ فرماتے ہیں:

"خوارج کی تکفیر کا اصلی سبب جہالت اور نادانی تھی، معرفت نہ ہونے اور جہالت کے ساتھ شدت سے دین کی پابندی باعث ہوئی کہ وہ تنگ نظری کا شکار ہوگئے اور فسق و فجور کے ساتھ مسلمانوں کی تکفیر کرنے لگے"۔ ۲۰

خوارج کی جہالت کے ساتھ امیر المومنینؑ کا رویہ

حضرت علی علیہ السلام خوارج کی جہالت کو ختم کرنا چاہتے تھے ، چونکہ کہ ان کی عبادت بھی عین جہالت تھی در اسلام کی معرفت کے مرقع مولا علی علیہ السلام کی نظر میں معرفت کے بغیر عبادت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے لہٰذا آپؑ نے کسی کی پرواہ کئے بغیر انہیں ختم کردیا۔

جاہلوں کی جہالت اسلئے بہت خطرناک ہے کہ ایسے لوگ مفاد پرستوں اور چالبازوں کے بہت جلد شکار ہوجاتے ہیں اور اس طرح اسلامی مصالح اور اہداف کی راہ میں راستے کا پتھر بن جاتے ہیں ، یہ لوگ پوری تاریخ میں بے دین منافق اور نادان مقدس لوگوں کو اسلامی مصلحتوں کے راستہ کا کانٹا بناتے رہے ہیں ، یہ لوگ ان کے ہاتھوں میں تلوار اور ان کی کمانوں میں تیر رکھنے کا کام کرتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں :" ثم انتم شرار الناس و من رمی بہ الشیطان مرامیہ وضرب بہ تیہ"۔۲۱

## ب: ایمان سے جہالت اور کفر

تکفیر کو ہوا دینے والے اسباب میں سے ایک سبب ایمان و کفر کے درمیان حدوں سے ناواقفیت اور لاعلمی ہے ، ابن تیمیہ ۲۲ کی تبعیت کرتے ہوئے آج کے دور میں سلفی تکفیریوں کے زیادہ تر شبہات کا تعلق اسی لاعلمی سے ہے۔

جو لوگ اسلامی اصول اور بنیادوں سے ناواقف ہیں اور دوسرے اسلامی فرقوں کے ماننے والوں کو اسلام سے بیگانہ ہونے کے عنوان سے دیکھتے ہیں ، وہ اسی قسم کی جہالت میں گرفتار ہیں اسلئے کہ انہیں نہیں معلوم کہ ایک فرقے سے نکلنے اور اسے چھوڑ دینے کا مطلب دین سے خارج ہونے کا باعث نہیں ہے۔

## ابن فرحان مالکی کا وہابیوں کے رہنما اور امام پر اعتراض

ابن فرحان نے اپنی کتاب میں وہابیوں کے رہنما کی عبارتوں اور ان کے کلام میں ایسے پچیس مورد سند کے ساتھ ذکر کئے ہیں ، منجملہ :

۱۔ یہ لوگ اہلسنت کے چاروں فرقوں کی کتابوں کو باطل سمجھتے ہیں۔

۲۔ جو بزرگوں سے توسل کرے وہ کافر ہے۔

۳۔ اگر انہیں موقع مل جائے یا حالات واسباب فراہم ہو جائیں تو وہ پیغمبر اکرم ﷺ کے روضہ کو منہدم کردیں۔(جیسا کہ ان لوگوں نے قبرستان بقیع ائمہ معصومین علیہم السلام اور صحابہ کے روضوں کو منہدم کردیا)

۴۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کی زیارت کو حرام کہتے ہیں۔

۵۔ وہ لوگ وہابیوں کےعلاوہ تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔۲۳

حسن بن فرحان اپنی کتاب "داعیہ ولیس نبیا " کی تیسری فصل میں لکھتے ہیں:

"بڑے افسوس کی بات ہے کہ شیخ ابن تیمیہ کے شاگردوں اور ان کے ماننے والوں نے تکفیر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عرب اور غیر عرب کے بے شمار قبیلوں کو کافر کہا اور اپنے علاوہ تمام مذاہب اسلامی کے ماننے والوں نیز مشہور اسلامی دانشوروں اور علماء کے کفر کا فتویٰ دیا، منجملہ:

ا۔ مکہ اور مدینہ والے (جب تک کہ وہ وہابی نہیں ہوئے تھے) سب کے سب کافر تھے۔

۲۔ جو بھی محمد بن عبد الوہاب کی پیروی کرے لیکن اگر اس کا عقیدہ یہ ہو کہ اس کے اجداد اس دنیا سے مسلمان اٹھے ہیں تو وہ کافر ہے لہٰذا اسے توبہ کروانی چاہئے اور اگر نہ کرے تو اس کی گردن کاٹ دی جائے گی اور اس کا مال و اسباب بیت المال کے حوالہ کردیا جائے گا، اسی طرح اگر وہابی ہونے سے پہلے حج کیا ہو تو اس نے چونکہ شرک کی حالت میں کیا تھا، لہٰذا اسے دوبارہ حج کرنا ہوگا۔

۳۔ عثمانی حکومت کافر ہے اور جو بھی اسے کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔

۴۔ اشاعرہ بھی کافر ہیں کیونکہ انہیں کلمہ شہادتین کی معرفت نہیں ہے اور معتزلہ بھی کافر ہیں۔

۵۔ زکات نہ دینے والا کافر ہے۔

اس کے بعد کہتے ہیں: "ان لوگوں نے (مسلمانوں پر حملے اور) جہاد کے نام پر ہر ممکنہ اقدام کیا۔"

اس بحث کے آخر میں کہتے ہیں: " محمد بن عبد الوہاب کے بعد تکفیر کے سیلاب میں خود وہابی بھی بہہ گئے، ایک دوسرے کو کافر کہنے لگے اورانہوں نے ایک دوسرے کی عورتوں کو اسیر

کیا" فرحان نے ان تمام موارد کو اپنی کتاب "الدرر السنیة" میں سند اور منابع وماخذ (حوالے) کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ۲۴؎

## قرآن کریم کی تنبیہ

قرآن کریم نے کھلے الفاظ میں مسلمانوں پر کفر کی تہمت لگانے سے منع کیا ہے یہاں تک کہ جو ظاہری طور پر مسلمان ہونے کا دعوی کرتے ہیں (اورانہوں نے ضروریات دین میں سے کسی کا انکار بھی نہیں کیا ہے) انہیں بھی کافر کہنے سے منع کیا ہے: "ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السّلام لست مومنا تبتغون عرض الحیاة الدنیا" ۲۵؎

جو شخص اسلام کا اظہار کرے تو اس سے نہ کہو کہ تم مسلمان نہیں ہو تاکہ تمہیں فانی دنیا کے مال و اسباب مل جائیں۔

کیا اس آیت کے ہوتے ہوئے تکفیری جماعت کو بہانہ مل سکتا ہے کہ وہ توحید و شرک کے مسئلہ میں جان بوجھ کر یا نادانی میں مسلمانوں کو کافر کہیں؟!

## جاہلوں کی خیانت

جاہل اور نادان حقیقت میں دشمن کے مخفی لشکر شمار کئے جاتے ہیں جو ہر دور میں اور ہر جگہ پائے جاتے ہیں، انہیں زمان و مکان اور موضوع کی اہمیت کی تمیز نہیں رہتی اور اسلام کی خدمت کے بدلے نادانی میں اسلام سے خیانت کر بیٹھتے ہیں، ہفتہ وحدت میں تفرقہ کا ڈنکا پیٹتے ہیں اور ولایت کے نام پر جنایت کرتے ہیں، وحدت اور یگانگی کے مظہر مولا علی علیہ السلام کی ولایت کے نام پر ہر جگہ پھوٹ ڈالنے کے درپے ہیں، یہ وہ لوگ جنہیں مولا علی علیہ السلام کی دوراندیشی سے کوئی فائدہ نہیں ہوا اور نہ ہی اپنے لئے اس سے کوئی توشہ اکٹھا کیا، انہیں مولا کے راستے کا پتہ نہیں اور آپ کے مقدس اہداف سے کوسوں دور ہیں، وحدت سے متعلق خدا کے حکم کو سمجھنے سے عاجز ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"قد اجتمع القوم علی الفرقة وافترقوا علی الجماعة--- کانهم ائمة الکتاب و لیس الکتاب امامهم لم یبق عندهم من الحق الا اسمه ولم یعرفوا من الکتاب الا خطه" ۲۶؎

وہ پھوٹ ڈالنے کے لئے جمع ہوتے ہیں اوراسی امر پر متحد ہوتے ہیں، وہ مسلمانوں کی جماعت سے جدا ہوتے ہیں، گویا وہ قرآن کے امام ورہنما ہیں اور قرآن ان کا امام ورہنما نہیں ہے، ان

کے درمیان حق صرف اپنے نام کے ساتھ زندہ ہے اور کتاب خدا قرآن سے کچھ نہیں سمجھتے سوائے اس کی عبارتوں کے۔"۲۷

**ج۔ اسلامی فرقوں کا ایک دوسرے سے دوری اور ناواقفیت**

مسلمانوں کی تکفیر کے اسباب میں سے ایک سبب اسلامی فرقوں کا ایک دوسرے سے دوری اوران کی معلومات سے بے بہرہ اور ناواقف ہونا ہے، جس کی وجہ سے مختلف فرقوں کے لوگ ایک دوسرے کے متعلق افواہوں کی بنیاد پر قضاوت کرتے ہیں۔

**افواہوں کی بنیاد پر بہتان لگانا**

احمد امین مصری اپنی کتاب " فجر الاسلام " میں لکھتے ہیں:

" پوری تاریخ میں تشیع ہمیشہ ان لوگوں کے لئے بہترین پناہگاہ رہی ہے جو اسلام کو نابود کرنے کی تلاش میں رہتے ہیں"۔

علّامہ کاشف الغطاء فرماتے ہیں : " جب یہ کتاب منظر عام پر آئی ہے ،تو احمد امین مصر کے نامور علماء کے وفد کے ساتھ ہمارے گھر تشریف لائے اور وہاں میں نے نرم لہجہ میں ان کی مذمت کی، جب میں نے ان پر اعتراضات کی بارش کی اور حقائق سے روبرو کیا تو جو آخری بات انہوں نے کی وہ یہ تھی کہ مجھے تشیع کے سلسلہ میں زیادہ معلومات نہیں تھی۔ایسی صورت میں مشہور مصنفین کا حال ایسا ہو تو عام لوگوں کے سلسلہ میں کچھ کہنا بیکار ہے ، آج وحی و قرآن کے مرکز عربستان میں خدا کے گھر کے پاس یہ" کفر" ہے یا یہ "شرک "ہے جیسے جملے سننے کو ملتے ہیں، یہ لوگ معمولی بہانوں کو لے کر مسلمانوں کو شرک و کفر سے متہم کرنے میں کوئی دریغ نہیں کرتے۔

**د۔ایک دوسرے کے اہداف سے ناواقفیت**

کسی بھی علم کی اصطلاحوں کا سمجھنا اس علم کے مسائل کو سمجھنے کے لئے بہت ضروری ہے، مخصوصاً فلسفہ اور عرفان میں اس قانون کی شدت سے ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح فقہی اور اصولی مسائل اور اصطلاحوں کا جاننا بہت ضروری ہے ، لہٰذا فلسفہ اور عرفان کی وجہ سے جن جن لوگوں کو کافر کہا گیا ہے وہ ان کی اصطلاحوں سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے ۔

### ہ۔ ماحول کی وجہ سے ناواقفیت

پوری تاریخ میں زیادہ تر تکفیر کی نسبتیں ماحول سے ناواقفیت کی وجہ سے دی گئی ہیں۔

ا۔ معاویہ نے اپنی حکومت کے دوران حضرت علی علیہ السلام کے خلاف پورے ماحول میں زہر گھول دیا تھا جس کی وجہ سے زیادہ تر شامیوں کے درمیان مولا علی علیہ السلام (معاذ للہ) ایک کافر کے عنوان سے پہچانے جاتے تھے ، ایسے زہریلے ماحول میں عام لوگوں سے قوت فکر سلب ہوجاتی ہے اور وہ اسی ماحول میں ڈھل کر ویسا ہی سوچنے لگتے ہیں۔

۲۔ ائمہ معصومین علیہم السلام کے دور میں شیعوں کے درمیان فکری اعتبار سے منحرف ہونے والوں میں ایک گروہ غالی پیدا ہوا تو ائمہ معصومین علیہم السلام نے ان کا شدت سے مقابلہ کیا ، یہ مقابلہ آگے چل کر شیعوں کے درمیان اتنا شدید ہوگیا تھا کہ اگر کوئی ائمہ معصومین کے متعلق کوئی حق بات بھی کہتا تو وہ غلو کی تہمت سے محفوظ نہیں رہ جاتا ہے تھا جیسا کہ رجال کی کتابوں میں ایسے موارد قابل مطالعہ ہیں کہ بعض حدیث کے نقل کرنے والوں کو غلو سے متہم کیا گیا اور ان کی تضعیف ہوئی جب کہ حقیقت میں وہ غالی نہیں تھے۔

**امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں:**

" بین الحق والباطل اربع اصابع فما رایته بعینک فھو الحق و قد تسمع باذنیک باطلا کثیرا۔۔۔"۲۸؎

حق وباطل کے درمیان چار انگلیوں کا فاصلہ ہے ، تو جو کچھ آنکھوں سے دیکھو اسے حق سمجھو کیونکہ اپنے کانوں سے بہت سی ناحق باتیں سنتے رہتے ہو۔

### ۲۔ جاہلانہ تعصب

حق کی نسبت سے یہ بھی تعصب کی ایک قسم ہے۔

حضرت علی علیہ السلام حق کی بنیاد پر تعصب کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

" فلیکن تعصبکم لمکارم الخصال ومحامد الافعال و محاسن الامور التی تفاضلت فیه المجداء والنجداء من بیوتات العرب۔۔۔ فتعصبوا الخصال الحمد۔۔۔"۲۹؎

تعصب وشدت پسندی نیک اوصاف ، پسندیدہ امور اور اچھی چیزوں کے متعلق ہونا چاہئے۔۔۔پس نیک اوصاف کے لئے تعصب برتو۔۔۔

اگر حق کی راہ میں تعصب نہ ہو بلکہ اپنی بات قائم کرنے کے لئے تعصب برتا جائے تو ایسا تعصب قابل مذمت ہے جیسا کہ مشرکین کہا کرتے تھے :" انا وجدنا آبائناعلی امة وانا علی آثارهم مهتدون" ۔۳۰

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے:

" ليس منامن دعاالى عصبية وليس منامن قاتل على عصبية وليس منامن مات على عصبية"۳۱

وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو تعصب کی بنیاد پر دعوت دے اور وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو تعصب کی بنیاد پر جنگ کرے اور وہ شخص ہم میں سے نہیں جو تعصب برتتے ہوئے مرجائے"۔

اسی طرح ایک اور مقام پر آنحضرتؐ فرماتے ہیں:

"من كان في قلبه حبة من خردل من عصبية بعثه الله تعالى يوم القيامة مع اعراب الجاهل"

جس کے دل میں معمولی تعصب کی بناپر بھی محبت ہوگی،قیامت کے دن خداوندعالم اسے جاہل عربوں کے ساتھ محشور کرے گا۔

## ابن ابی الحدید کا تعجب

ابن ابی الحدید معتزلی کہتے ہیں :"مجھے اس وقت بہت تعجب ہوتا ہے جب عقیدہ میں جہالت کے ساتھ تعصب آمیختہ ہوجائے ، خوارج نے انیسویں رمضان کی شب اسلئے مولا علی علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے انتخاب کی تھی کہ وہ رات عبادت کے لئے تھی اور چونکہ ان کی نظر میں مولا کا قتل عبادت کی حالت میں ممکن تھا لہٰذا ایسی رات کا انتخاب کیا"۳۲

اگرچہ اس وقت خوارج ایک مکتب اور مسلک کے عنوان سے ختم ہوچکے ہیں لیکن ان کے افکار اور عقائد ابھی بھی مسلمانوں کے درمیان موجود ہیں اوراسلامی سماج میں ایسے لوگ ہیں جو خوارج کی فکری اتباع کرتے ہوئے مجہولات اور اپنی ٹیڑھی فکر پر تعصب برتتے ہوئے تکفیری راستے پر چل رہے ہیں، جو اس وقت سلفی تکفیریوں میں قابل مشاہدہ ہے جو جہالت کی وجہ سے

اپنی راہ و رسم کو اسلام کا نام دے رہے ہیں اور اپنے آپ کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اصلی پیروکار بتارہے ہیں، کچھ نادان اور جاہل لوگ اصلی اسلام کا دعویٰ کررہے ہیں اور نادان عوام کو اپنی بری نیتوں کو پورا کرنے کے لئے استعمال کررہے ہیں، بلکہ تنگ نظری کی بناپر اپنے مخالفوں کی باتوں اور ان کے افکار کو گرچہ منطقی ہی کیوں نہ ہو، اپنے عقائد اور افکار کی مخالفت کی بناپر کفر اور اسلام سے خارج ہونے کی تہمت لگا دیتے ہیں۔

خوارج مقابلہ کرنا ان کے بظاہر مومن اور پکے مسلمان ہونے کی وجہ سے نہایت مشکل کام تھا، وہ ایسے لوگ تھے جو دوست اور دشمن کی نظر میں ہرگز جھوٹ نہیں بولتے تھے، حق بات کہنے میں ہرگز کتراتے نہیں تھے، عبادت کرتے اور ان کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشان نمایاں تھے، کثرت سے قرآن کی تلاوت کرتے اور راتوں میں بیدار رہتے تھے لیکن ان کی سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ وہ نہایت جاہل اور احمق تھے، وہ اسلام کو ایک خشک، جامد اور بے جان دین سمجھتے تھے اور اسی طرح لوگوں کو اسلام سے آشنا بھی کرتے تھے، ایسی صورت میں بہت کم لوگ تھے جو ان سے جنگ کے لئے تیار ہوتے تھے، اگر حضرت علی علیہ السلام جیسی ممتاز شخصیت نہ ہوتی تو ہرگز مسلمان آپ کا ساتھ نہ دیتے، امامؑ خوارج کے ساتھ جنگ کو اپنے نمایاں کارناموں میں شمار کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "یہ میں تھا جس نے فتنہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا، اسلئے کہ میرے علاوہ کسی میں ایسا کرنے کی ہمت نہیں تھی"۳۳ امامؑ انہیں زہد و عبادت میں ممتاز اور اول ہونے کے باوجود دین کا سب سے بڑا دشمن سمجھتے تھے۔

اگر یہ سوچ اور فکر جس کا عوام کے درمیان بڑا مقام ہے، عالم اسلام میں جڑ پکڑ لے تو اس طرح اسلام کی بنیادیں خشک اور متزلزل ہوجائیں گی جو اس کی تباہی اور جڑ سے بربادی کا باعث ہوگی۔

امام علی علیہ السلام کی نظر میں خوارج کے ساتھ جنگ چند ہزار لوگوں سے نہیں تھی بلکہ اسلام کے سماجی مسائل میں فکری جمود اور جاہلانہ استنباط سے تھی۔۳۴

### ۳۔ بدگمانی اور بدعت

### اخوان المسلمین اور وہابیت

سن ۱۹۲۹ عیسوی میں مصر کی سرزمین پر اخوان المسلمین پارٹی تشکیل پائی ، سلف کی اطاعت اور صدر اسلام کے مسلمانوں کی پیروی امت اسلامی کی نجات کا ذریعہ قرار دیا گیا، اس کے باوجود ان لوگوں نے اسلام کے بقیہ فرقوں کے ماننے والوں کے ساتھ حسن سلوک روا رکھا ، سیاست کے میدان میں اترے اور حکومت کی بنیاد ڈالی لیکن ہر گز کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا ،اس کے بعد حجاز میں ایک گروہ نے سر اٹھایا،ان لوگوں نے اسلام کے نام پر زیادہ روی اور نہایت سخت رویہ اختیار کیا ، ان کا عقیدہ تھا کہ اصلی اسلام سلف کے پاس تھا اور قرآن و سنت کے متعلق ان کی سمجھ بوجھ ہر ایک کے لئے حجت ہے جو بھی ان کے راستے سے منہ موڑے گا وہ بدعت گزار اور اسلام سے باہر گردانا جائے گا۔۳۵

### سلف کا طور طریقہ

سلف کا طور طریقہ یہ تھا کہ وہ کلمہ شہادتین پڑھنے والوں کو مسلمان سمجھتے تھے اور ہر گز کسی کے دل کو چیر کر اندر کا عقیدہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے تھے ، خالد ابن ولید نے پیغمبر اکرم ﷺ سے عرض کیا: بہت سے نماز گزار اپنی زبان سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتی، یہ سن کر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : " انی لم اومر ان انقبّ علی قلوب الناس ولا اشق بطونهم " مجھے حکم نہیں ہوا کہ لوگوں کے دلوں کی جستجو کروں یا ان کے پیٹ کی بات سمجھنے کی کوشش کروں۔۳۶

یہ روش اور طور طریقہ سلف کا تھا اور اس وقت خوارج کے علاوہ (جو اس وقت بڑی کم تعداد میں تھے) کوئی بھی اہل تکفیر، مسلمانوں کو کافر نہیں سمجھتا تھا ، آج کے دور میں ایک گروہ سراٹھائے ہوئے ہے جو سلف کی پیروی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن مسلمانوں کو تکفیر سے متہم اور انہیں بموں سے اڑاتے ہیں۔

**ابن تیمیہ سلفیوں کا فقہی اور کلامی نظریہ پرداز**

ابن تیمیہ کا شمار مشہور حنبلی علماء میں ہوتا ہے اور توحید و شرک کے باب میں فقہی و کلامی اعتبار سے ایک زبردست نظریہ پرداز کے عنوان سے جاناجاتا ہے ، ابن تیمیہ نے دور جاہلیت کے شرک کی مثال دیتے ہوئے جس کی طرف قرآنی آیتوں میں اشارہ کیا گیا ہے ،اپنے نظریات اور فتووں کو ثابت کرنے کی انتھک کوشش کی ہے ۔۳۷؎

**ابن تیمیہ کے بعض افراطی نظریات**

تکفیریوں کی جانب سے مسلمانوں کے حق میں زیادہ تر صادر ہونے والے افراطی فتوے ابن تیمیہ کے نظریات اور فتووں سے متاثر ہیں:

۱۔ قبروں کے پاس نماز پڑھنا، مقدس روضوں میں عبادت کی غرض سے جانا ، جیسے نماز،اعتکاف، استغاثہ اور قرآن کی تلاوت وغیرہ کرنا جائز نہیں ہے ۔۳۸؎

۲۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت سے متعلق تمام حدیثیں ضعیف بلکہ جھوٹی ہیں۔۳۹؎

۳۔ اگر کوئی شخص کسی ایسے فرد سے شفاعت اور مدد کی درخواست کرے جو اس دنیا سے جاچکا ہے تو چونکہ یہ کام صرف خدا کا ہے لہٰذا یہ مدد مانگنا شرک ہے ، اوراگر کوئی ایسا کرے تو اسے توبہ کرنی چاہئے ورنہ اس کا قتل واجب ہے۔۴۰؎

۴۔ خدا کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانا جائز نہیں ہے ۔۴۱؎

۵۔ جو بات قرآن اور سنت کے ذریعہ ثابت ہوچکی ہے اور اس پر سلف کا اجماع رہا ہے ، وہی حق ہے ، اور اگر اس بات سے خدا کی جسمیت ثابت ہوتی ہوتو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے اس لئے کہ حق کا لازمہ بھی حق ہی ہوتا ہے ۔۴۲؎

**مشہور سیاح ابن بطوطہ**

دمشق میں حنبلیوں کے ایک عظیم فقیہ تقی الدین ابن تیمیہ تھےجو ہر علم میں صاحب نظر تھے ، جمعہ کے دن میں نے انہیں دمشق کی جامع مسجد کے منبر پر جلوہ افروز دیکھا جو لوگوں کو نصیحت

کررہے تھے ،ان کی بعض باتیں یہ تھیں؛ " خدا دنیا کے آسمان پر نازل ہوتا ہے بالکل اسی طرح جیسے میں منبر سے نیچے اترتاہوں " یہ کہا اور نیچے اتر آئے ۔۴۳

۶۔ دین میں ہر قسم کی نئی بات بدعت اور کھلی گمراہی ہے جیسے کہ گنبد وغیرہ بنانا۔۴۴

۷۔ وہ کہتے ہیں :" اصحاب رسولؐ سے جتنی تفسیریں ہم تک پہنچی ہیں اور جو روایتیں ان سے نقل ہوئی ہیں ان کے علاوہ میں نے سو سے زیادہ چھوٹی بڑی تفسیر کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے لیکن ابھی تک مجھے یہ بات کہیں بھی نہیں ملی کہ کسی صحابی نے قرآنی آیات یا اوصاف الٰہی پر مشتمل حدیثوں کے مفہوم کی تاویل کی ہو ۔

لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ تفسیر کی کتابیں اصحاب کی تاویلات سے بھری پڑی ہیں جیسا کہ آپ کتاب " الاسماء والصفات" میں بے شمار تاویلات کو ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ ۴۵

۸۔ روایتوں کی مغرضانہ تضعیف

وہ روایتیں جو ان کے نظریات کی مخالف ہیں ، ان کے سند کی تحقیق کئے بغیر انہیں جعلی اور من گڑھت کہتے ہوئے لکھتے ہیں: " حدیث :ھو ولی کل مومن بعدی"(وہ (حضرت علی علیہ السلام) میرے بعد ہر مومن کے سرپرست ہوں گے) یہ ایک جھوٹی حدیث ہے جسے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام گڑھ دی گئی ہے اسلئے کہ آنحضرتؐ اپنی زندگی اور موت کے بعد بھی ہر مومن کے سرپرست ہیں اور ہر مومن بھی زندگی اور موت کے بعد ولی ہے۔۴۶

جب کہ اہلسنت علماء کی بیشتر تعداد جیسے ترمذی ، نسائی ، ابن حیان ، حاکم نیشاپوری ، طیالسی ، احمد ابن حنبل ، اسی طرح دیگر علماء نے جعفر بن سلیمان کے ذریعہ اس حدیث کو نقل کیا ہے ۔۴۷

**۹۔ تاریخی حقائق کا انکار**

جب بھی کسی تاریخی حقیقت کا سامنا ہوتا ہے جو ان کے عقیدے کے خلاف ہوتو فوراًاس کا انکار کردیا جاتا ہے۔ جیسا کہ عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے مالک سے سوال کیا : کیا پیغمبرؐ کی قبر مبارک کی طرف رخ کرکے دعا کی جاسکتی ہے؟

مالک نے جواب میں کہا: کیوں اپنا چہرہ قبر پیغمبرؐ سے پھیر لیتے ہو جب کہ قیامت کے دن وہ آپ کے اور آپ کے دادا آدم علیہ السلام کے وسیلہ ہیں۔ آنحضرتؐ کی طرف رخ کرو اور انہیں اپنا شفیع قرار دو تاکہ خداوندعالم آپ کی شفاعت کو قبول فرمائے۔۴۸

ابن تیمیہ کہتے ہیں:اس روایت کو کسی نے نقل نہیں کیا بلکہ اسے گڑھ کر امام مالک کی طرف نسبت دی گئی ہے۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اس روایت کو قاضی عیاض نے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس روایت کو موثق روایوں سے نقل کیاہے، اس کے علاوہ جناب مالک، احمد ابن حنبل اور امام شافعی، سلام کے دوران اور دعا کے لئے قبر پیغمبرؐ کی طرف رخ کرنے کو مستحب قرار دیتے ہیں ۔۴۹

اسی لئے اہلسنت کے بے شمار علما اور مخصوصاً حنبلی علماء نے ابن تیمیہ کے نظریہ کو مردود جاناہے اور اس کی مخالفت کی ہے ،ملاحظہ ہو:

۱۔ ابن جُهبُل کہتے ہیں :ابن تیمیہ نے دعوی کیا ہے کہ اس نے وہی بات کہی ہے جو بات خدا، اس کے رسولؐ اور اصحاب رسول نے کہی ہے ، جب کہ اس نے ایسی باتیں کہیں ہیں جنہیں ان میں سے کسی نے بھی نہیں کہا ہے ۔۵۰

۲۔ یافعی کہتے ہیں :ابن تیمیہ کہتا ہے : "خدا عرش پر کھڑا ہے اور بات کرتا ہے" شہر دمشق اور اس کے اطراف کے علاقوں میں اعلان کردیا گیا تھا کہ جس کا بھی عقیدہ ابن تیمیہ کے جیسا ہو اس کا خون اور مال حلال ہے ، اس نے عجیب و غریب دعوے کئے جس کی بناپر اسے قید خانے میں ڈال دیا گیاکیونکہ اس کی باتیں اہلسنت کے عقائد کے مخالف تھیں۔۵۱

۴۔ ابوبکر حصینی کہتے ہیں :" وہ شخص فتنہ برپا کرنے کے لئے قرآن اور حدیث میں مشتبہات کی تلاش میں رہتا ہے اور صرف وہی لوگ اس کی تبعیت کرتے ہیں جن کو ہلاک کرنے کی خدا نے ٹھان لی ہے ،میں نے اپنی آنکھوں سے اس کے کچھ ایسے کام دیکھے ہیں جنہیں بیان نہیں کرسکتا اس لئے کہ اس کی باتوں میں خدا کے انکار کو دیکھا ہے "۔۵۲

۴۔ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں : " اسے جیسے ہی یہ سمجھ میں آگیا کہ وہ مجتہد ہوگیا ہے ، اس نے گذشتہ اور موجودہ تمام مجتہدین پر اشکالات واعتراضات وارد کرنا شروع کردیا"۔۵۳؎

**افراط (زیادہ روی ) کی صدی**

بارہویں صدی حقیقت میں فکری اعتبار سے زیادہ روی اور افراط کی صدی قرار پائی ، جس میں مسلمانوں کے شرک کو دوران جاہلیت کے کافروں کے شرک سے زیادہ شدید قرار دیا گیا۔۵۴؎ اور قتل و غارت گری اپنے اوج کو پہنچی ، ان لوگوں نے جنہیں اپنی تلواروں کا نشانہ بنایا وہ کم از کم اپنی زبان سے کلمہ شہادتین جاری کرتے تھےاور اسلام کا اظہار کرتے تھے ، جب کہ آیہ شریفہ میں مسلمان ہونے کے لئے بس اتناہی کافی سمجھا گیا ہے:" ولا تقولوا لمن القی الیکم السّلام لست مومنا" ۔۵۵؎

کیونکہ یہ گروہ ظاہر کی پیروی کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن مذکورہ آیت کے ظاہر پر عمل نہیں کرتا؟! کیا ایسی واضح و روشن آیت کے ہوتے ہوئے توحید و شرک جیسے مسائل میں عمدی وغیر عمدی طور پر مسلمانوں کو کافر قرار دینے کی گنجائش باقی رہتی ہے؟! خداوند عالم قرآن میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے : " ومن یقتل مومنا متعمداً فجزاؤہ جهنّم خالداً فیها وغضب الله علیه و لعنه واعدله عذاباً عظیماً"۵۶؎ جو بھی کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کردے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا ، خدا نے اس پر غضب کیا ہے اور اس پر لعنت بھیجی ہے اور اس کے لئے ایک خطرناک عذاب مہیا کررکھا ہے ، اس آیت کی تلاوت کے بعد جس کے دل میں ایمان ہوگا وہ تھرا جائے گا ، اس لئے کہ جہنم کی آگ سے ڈرانا وہ بھی ہمیشگی کے طور پر اور اس پر غضب یہ کہ اس عذاب کے ساتھ خدا کا قہر بھی شامل ہوگا ، یہ ایک ایسی تعبیر اور ایک ایسا عذاب ہے جو قتل نفس کے علاوہ کسی اورگناہ کے لئے بیان نہیں ہوا ہے ۔۵۷؎

**رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بدعت سے مقابلہ**

امام صادق علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" اذا رأیتم اهل الریب والبدع من بعدی۔ فاظهروا البرائة منهم۔ واکثروا من سبهم والقول فیهم والوقیعة ۔ و باهتوهم کیلا یطمعوا فی الفساد فی الاسلام۔ ویحذرهم الناس ولا یتعلّموا

(یتعلمون) من بدعھم یکتب اللہ لکم بذلک الحسنات۔ و یرفع لکم بہ الدرجات فی الآخرۃ"۔۵۸؎

جب بھی میرے بعد اہل شک اور اہل بدعت سے روبرو ہو تو ان سے براءت کو علنی کرنا اور زیادہ سے زیادہ بُرا بھلا کہنا (یعنی ایسی بات کہنا جس سے وہ بے آبرو ہوں اور ان کی رسوائی ہو)ان کی زیادہ سے زیادہ مذمت کرنا ، ان کی کمیوں اور عیوب کو آشکار کرنا اور ان کے خلاف اس طرح برہان و دلیل قائم کرنا کہ وہ حیران و پریشان ہوجائیں تاکہ اسلام کے خلاف فساد اور ظلم و ستم کی جرات نہ کرسکیں ، لوگ ان سے ڈریں اور دور بھاگیں اور ان کی بدعتوں کو اپنانے سے خوف کھائیں تاکہ خداوند تمہارے لئے اس ردعمل کی وجہ سے جزا لکھے اور آخرت میں تمہارا درجہ اونچا کرے۔

مذکورہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں:

" بدعت اسے کہتے ہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انجام دیا جائے لیکن اس کے حق میں کوئی نص اور روایت وارد نہ ہوئی ہو اور نہ ہی کسی عموم میں شامل ہوتی ہو ، بلکہ نہی خاص یا عام میں اس کی ردموجود ہو ،لہٰذاہر وہ عمل جو عمومات میں شامل ہو جیسے مدرسوں کا تعمیر کرنا ، علمی کتابوں کو تحریر کرنا ، نئی غذاؤں کو ایجاد کرنا یا ایسے لباس بنانا جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں نہیں تھے اور ایسے ہی دیگر امور جنہیں منع نہیں کیا گیا ہے ، وہ بدعت نہیں ہیں"رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"کیف انتم اذا ظھر فیکم البدع حتی یربوا فیھا الصغیر ویھرم الکبیر ویسلم علیہ الاعاجم واذا ظھر البدع قیل سنۃ واذا عمل بالسنۃ قیل بدعۃ، قیل ومتی یا رسول اللہ یکون ذلک؟ قال: اذا ابتعتم الدنیا بعمل الآخرۃ"۔

اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے درمیان بدعتیں سر اٹھائیں گی یہاں تک کہ بچے اسی میں جوان ہوں گے اور جوان سال بوڑھے ہوجائیں گے اور عام لوگ اس میں گھل مل جائیں گے یہاں تک کہ جب کوئی بدعت سر اٹھائے گی تو کہا جائے گا وہ سنت ہے اور جب کسی سنت پر

عمل کیا جائے گا تو کہا جائے گا کہ بدعت ہے ، کسی نے سوال کیا : یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کب ہوگا؟

فرمایا :جب تم اپنی آخرت کو دنیا کے عوض میں بیچ دوگے۔۵۹؎

## افراط اور بدگمانی سے پرہیز

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بدعت کا مقابلہ کرنا واجب ہے لیکن اگر یہ احساس تکلیف اور وجوب زیادتی کا شکار ہوجائے تو بدگمانی میں بدل جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر نئی چیز اور ایجاد بدعت بن جاتی ہے اور آخر الامر تکفیر سے دوچار ہوجاتی ہے جب کہ یہ قرآنی آیتوں اور روایتوں کے خلاف ہے اس لئے کہ دوسروں کے متعلق بدگمانی سے منع کیا گیا ہے ، قرآن کریم میں وارد ہوا ہے: " ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل کان عنہ مسؤولا" ۶۰؎

امام جعفر صادق علیہ السلام حضرت امیر المؤمنین علیؑ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" ضع امر اخیک علی احسنہ یاتیک منہ ما یغلبک ولا تظنن بکلمۃ خرجت من اخیک سوءا وانت تجد لھا فی الخیر محملاً۔۔۔"۶۱؎

تم نے اپنے دینی بھائی سے جو کچھ گفتار و کردار سے متعلق مشاہدہ کیا ہے اسے بہترین صورت اور اچھائی پر حمل کرو اگرچہ وہ بظاہر ویسا نہ ہو اور ہرگز اس کی ٹوہ میں نہ پڑو مگر یہ کہ تمہیں کوئی قوی دلیل مل جائے جس کے بعد تم تاویل وتوجیہ نہ کرسکو اور اگر وہ کوئی ایسی بات کہے جو دو پہلو ہو تو تم پر واجب ہے کہ اس کی بات کو بہترین صورت پر حمل کرو۔

خوارج نے حکمیت کے مسئلہ میں (معاذ للہ) امام علی علیہ السلام کو کافر قرار دیا اور اپنے اس عقیدے کو مذہبی رنگ دیا یہاں تک کہ وہ ایک مستقل فرقہ بن گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی پہچان وحشی پن اور تنگ نظری بن گئی۔

جب تک عقیدے کے اظہار کا مسئلہ تھا ، امام علی علیہ السلام نے کوئی اعتراض نہیں کیا ، اور ان کی جانب سے کفر کی تہمت پر کوئی عکس العمل نہیں دکھایا یہاں تک کہ بیت المال سے ان کے حقوق کو بھی بند نہیں کیا لیکن جیسے ہی ان لوگوں نے بغاوت کی اور میدان جنگ میں اتر

آئے تو فوراً ان سے مقابلہ کا فرمان جاری کیا یہاں تک کہ مقام نہروان میں لشکر امام اور خوارج کے درمیان گھمسان کا رن پڑا اور آپؑ نے انہیں بہت بری شکست دی۔

### ۴۔ استعمار اور تفرقہ

اسلام میں اختلاف سے نفرت اور وحدت کی ترغیب

تفرقہ اور اختلاف، نفرت انگیز اور ناپسندیدہ امر ہے جب کہ وحدت اور محبت، اسلامی نظر میں ایک پسندیدہ امر ہے ،اسلام محبت اور یکجہتی کا مذہب ہے لیکن دشمنوں کے پروپیگنڈوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج جب بھی کوئی وحدت اور یکجہتی کی بات کرتا ہے تو اسے کفر سے متہم کیا جاتا ہے اور بڑے عجیب انداز میں سوال کرتا ہے؛ اسلامی وحدت کیا ہے ؟!جب کہ حضرت علی علیہ السلام اسلامی وحدت کو برقرار رکھنے کی خاطر شہید ہوئےاور کیا تاریخ میں آپ سے بڑھ کر کوئی ہے جس نے آپ سے زیادہ وحدت اور یکجہتی کے لئے سعی و کوشش کی ہو؟

استاد مطہریؒ فرماتے ہیں؛ میں نے اپنے کانوں سے ایک شخص کو منبر سے کہتے ہوئے سنا کہ "الحمد للہ میں اول جوانی سے اسلامی وحدت کا مخالف رہا ہوں!"(خدا تمہارے جیسوں کو بڑھنے نہ دے) ۶۲ کیونکہ خدا قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

"واعتصموا بحبل لله جميعاً ولا تفرقوا واذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداءاً فألف بين قلوبكم" ۶۳

اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کردی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔

" ولاتكونوا كالذين تفرقوا واختلفوا من بعد ماجاءَ هم البينات" ۶۴

اور خبردار ان لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جنہوں نے تفرقہ پیدا کیا اور واضح نشانیوں کے آجانے کے بعد بھی اختلاف کیا۔

" ولاتنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم" ۶۵ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو کہ کمزور پڑ جاؤ اور تمہاری ہوا بگڑ جائے۔

جس جماعت اور گروہ میں یکجہتی نہ ہو وہ کمزور پڑ جاتا ہے اور ایک اسلامی سماج میں جو سکون کی سانس میسر ہونی چاہئے ، ایسے نفرتوں سے بھرے سماج میں میسر نہیں ہوسکتی، امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنی عمر کے آخری ایام میں کچھ وصیتیں فرمائی تھیں جو بیس بند پر مشتمل ہیں ، ان میں سے ایک بند وحدت اور یکجہتی سے متعلق بھی ہے ۔

**تفرقہ اور تکفیر استعمار کا سب سے بڑا ہتھیار**

تفرقہ اور تکفیر دشمنان اسلام اور استعمار کا سب سے خطرناک ہتھیار ہے ، صلیبی جنگوں میں مسلمانوں نے عیسائیوں سے لڑنے میں دو سو سال ضرور گنوائےلیکن عیسائیوں کو منہ کی کھانی پڑی۔

استعمار نے اسلام اور مسلمانوں کی قدرت سے مقابلہ کرنے کے لئے مختلف راستے اپنائے جیسے : فوجی ، ثقافتی اور علمی حملے کئے مگر کامیاب نہ ہوسکالیکن جب اختلاف اور تفرقہ کا سہارا لیا تو کامیاب ہوگیا، تکفیر اور تفرقہ کے سہارے اپنی آرزوں کو پہنچا یہاں تک کہ تمام اسلامی مذاہب ایک دوسرے کے مد مقابل کھڑے ہوگئے۔

استعمار نےاپنے فائدہ کو بڑھانے اور اسے محفوظ کرنے کے لئے ہمیشہ حکومتوں اور قوموں کو ایک دوسرے کے خلاف اکسایا ہے ،اس مہم میں استعمار کا سب سے بڑا ہتھیار تکفیر ہے اسی وجہ سے اسلامی سماج میں تکفیر نامی کینسر کے وجود کی سب سے بڑی وجہ اور اصلی عامل استعمار اور دشمنان اسلام ہیں ۔

آج کے دور میں بیگانوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی کمزوری اور اسلامی ممالک کے درمیان کینسر کے طور پر اسرائیل کا وجود اسی شجرہ خبیثہ اور منحوس درخت کا کڑوا پھل ہے ۔

ان لوگوں نے مذہب کو مذہب کے خلاف اور اسلام کو خود اسلام کے خلاف استعمال کیا ، عوام کو علماء سے متنفر کرکے اور جاہل عوام پر مذہبی جذبات کی چادر ڈال کر انہیں اپنے اہداف کو پانے کی راہ میں استعمال کیا، یہ ایک ایسا حربہ تھا جس میں لشکر کشی اور جانی و مالی نقصان اٹھانے کی ضرورت نہیں پڑی۔

ایسے حالات میں بدگمانی اور تہمتوں کا بازار گرم ہوجاتا ہے اوروہ اسلامی سماج کے لئے اس طرح ناسور بن جاتا ہے کہ اس کا علاج بہت مشکل ہے اس لئے کہ ایسے حالات میں جاہل عوام دینی فریضہ سمجھتے ہوئے ایک دوسرے کے خلاف اس طرح کے اقدامات انجام دیتے ہیں۔

**سید جمال اسد آبادی کی آگاہی**

سید جمال مسلمانوں کو بیدار کرتے ہوئے کہتے ہیں :کہ "صلیبی روح" بھی مغربی ممالک میں مخصوصاً انگلینڈ میں زندہ اورشعلہ ور ہے مغربی ممالک اگرچہ آزادی اور تعصب کی مذمت کرتے ہیں (لیکن مسلمانوں کے خلاف) وہ سخت تعصب کے شکار ہیں۔

مغربی ممالک اور مغرب زدہ لوگ اگرچہ تعصب کی مذمت کرتے ہیں لیکن سید جمال کے دعوے کے مطابق تعصب ہمیشہ اورہر اعتبار سے بُرا نہیں ہے بلکہ ہر چیز کی طرح اس میں افراط و تفریط اورمیانہ روی کا راستہ ہے ،انسان تعصب میں افراط اور زیادتی کی وجہ سے اندھا اور بے منطق ہوجاتاہےجس کی بناپر تعصب کی یہ قسم بہت بُری ہے،لیکن اگر یہی تعصب غیرت اور اپنے عقیدے کی معقول ومنطقی حمایت میں ہو تو نہ تنہا برا نہیں بلکہ بہت اچھا اور مستحسن بھی ہے۔

مغربی ممالک کے متعلق سید جمال کی دور اندیش نگاہ اور روشن فکری تقریباً ۵۰ سال بعد کھل کر سامنے آگئی اور ان کی بات سچ نکلی ، اس لئے کہ جب یورپین فوج کے یہودی کمانڈر نے عرب اور اسرائیل کی پہلی جنگ میں فلسطین کو مسلمانوں سے چھین کر صیہونیز اسرائیل کے حوالہ کردیااوراسرائیلی حکومت کا تواس نے کہا :" اب صلیبی جنگ کا خاتمہ ہوا ہے "۔

اسلامی ممالک میں قوم پرستی یعنی"nationalism"جس کی مختلف تصویریں ان ناموں کے قالب میں نظر آئیں "panarabismus" "panhindoismum"،"pan Turkism"، "paniranists" " اسلامی دشمنوں کی جانب سے زبردست تبلیغ ہوئی اور ہرطرف قوم پرستی اور مذہب پرستی کو ہوا دی گئی ،شیعہ سنی جھگڑوں اور اختلافات میں شدت بخشی گئی اور اسلامی ممالک کو چھوٹے چھوٹے ملکوں میں تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی ، یہ سارے اقدامات اسلامی وحدت اور یکجہتی کو ختم کرنے کے لئے انجام دیئے گئے اور اب بھی دشمنوں کی کوششیں جاری ہیں ۔۶۶؎

## دوسری فصل

### تکفیر سے نجات کا راستہ

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و سنت پر عمل کرتے ہوئے کلمہ شہادتین پڑھنے والوں کی تکفیر نہ کرنا تکفیر سے سے چھٹکارے کے لئے بہترین راستہ ہے ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے شمار روایتیں وارد ہوئی ہیں جن میں آنحضرت نے کلمہ شہادتین پڑھنے والوں کو کافر نہ کہنے کی تاکید فرمائی ہے ،ہم ان میں سے بعض حدیثوں کی طرف اشارہ کررہے ہیں؛

۱۔ سنن ابو داؤد میں وارد ہے:

"بنی الاسلام علی خصال؛ شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمّدا رسول اللہ و الاقرار بما جاء من عند اللہ والجہاد ماض منذ بعث رسلہ الی آخر عصابۃ تکون من المسلمین۔۔۔ فلا تکفروھم بذنب و لا تشھدوا علیھم بشرک"۶۷

اسلام کی بنیاد چند خصلتوں پر قائم ہے ؛ خدا کی وحدانیت کی گواہی ( لا الہ الا اللہ ) ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی ، ان چیزوں پر ایمان لانا جو خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہیں اور جہاد پر اس عنوان سے ایمان رکھنا کہ انبیاء علیہم السلام کی ابتدائے بعثت سے مسلمانوں کی آخری جماعتوں اور گروہوں تک کے لئے جاری و نافذ ہے ،لہٰذا جس کا بھی عقیدہ ایسا ہو اور وہ ان باتوں پر ایمان رکھتا ہواسے اس کے گناہوں کی وجہ سے کافر نہ کہواور مشرک قرار نہ دو۔

۲۔ ابوداؤد نافع سے اور وہ ابن عمر سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: ایما رجل مسلم اکفر رجلا مسلما فان کان کافرا والا کان ھو الکافر"۶۸

جب بھی کوئی مسلمان اپنے دینی بھائی کو کافر کہتا ہے تو اگر وہ کافر ہے تو کوئی بات نہیں وگرنہ کہنے والا کافر ہوگا۔

۳۔ مسلم ، نافع سے اور وہ ابن عمر سے نقل کرتے ہیں:

" پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :اذاکفّرالرجل اخاہ، فقدباء بہااحدھما" ۶۹؎ جب بھی ایک مسلمان کوئی اپنے دینی بھائی کو کافر کہتا ہے تو اس نسبت کا گناہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے سر پر ہوتا ہے ۔

۴۔ مسلم ، عبد للہ بن دینار اور وہ ابن عمر سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ایماامرءقال لاخیہ یاکافر، فقدباء بہااحدھما، ان کان کماقال، والا رجعت علیہ" ۷۰؎

جب بھی ایک شخص اپنے دینی بھائی کو کافر کہتاہے تو اس نسبت کا گناہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے سر پر ہوتا ہے،اگر کہنے والے نے سچ کہا ہے تو کوئی بات نہیں وگرنہ خود اسی کے سرپر ہوتا ہے ۔

۵۔ ترمذی اپنی سنن میں نائب بن ضحاک سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا:

"لیس علی العبدنذر فیما لایملک ولاعن المومن کقاتلہ ومن قذف مومنابکفر، فھو کقاتلہ" ۷۱؎

کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دوسروں کے مال میں نذر کرے اور مومن کو لعنت کرنے والا اس کے قاتل کے جیسا ہوتا ہے اور جو بھی کسی مومن کی طرف کفر کی نسبت دے گویا وہ ایسا ہے کہ اس نے بندہ مومن کو قتل کردیا ہے۔

۶۔ ابو داؤد ، اسامہ بن زید سے نقل کرتے ہیں؛

" پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سرزمین حرقات کی جانب ایک جنگ کے لئے روانہ فرمایا ، ہم لشکر کے آگے آگے چل رہے تھے۔ جب دشمن کو شکست ہوگئی اور وہ بھاگنے لگے تو ہم نے ان میں سے ایک کو زندہ گرفتار کرلیا ، اس نے فوراً اپنی زبان پر کلمہ شہادتین جاری کردیا ، لیکن ہم نے اسے اتنا مارا کہ وہ مرگیا ، جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے فرمایا :" تم لوگ قیامت کے دن" لاالہ الااللہ " کے سامنے کیونکر روبرو ہوگے؟ میں نے کہا : یارسول اللہ؟ اس نے اپنی زبان پر کلمہ شہادتین تلوار اور موت کے ڈر سے جاری کیا تھا، آپ نے فرمایا :کیا تمہیں اس کے دل کا حال معلوم تھا کہ اس نے موت کے خوف سے اپنی زبان پر کلمہ شہادتین جاری کیا ہے ؟! ۷۲؎

قرآن کریم میں وارد ہوا ہے:

"جو بھی حق کے آشکار ہونے کے بعد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرے اور مومنین کے راستہ کے علاوہ کسی اور راستے کی پیروی کرے تو وہ گمراہ اور جہنمی ہے۔

ایک دوسری آیت میں وارد ہے:

" و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ۔۔۔ " ۳۷

### تکفیریوں کے افراطی اعتراضات

عقیدے کی دنیا میں زیادہ تر مسائل اور اعتراضات اور ایک دوسرے کی تکفیر کا تعلق ان چیزوں سے نہیں ہے جنہیں آنحضرتؐ نے ایک فرد مسلمان سے مانگا ہے، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف کلمہ شہادتین مسلمان ہونے کے لئے کافی سمجھا ہے، اس کے علاوہ بقیہ مسائل جیسے: ۱۔ خدا کے صفات عین ذات ہے یا زائد برذات ہے؟ ۲۔قرآن حادث ہے یا قدیم؟ ۳۔ بندوں کے افعال، خدا کی مخلوقات ہیں یا نہیں؟ ۴۔قرآن کریم میں بیان ہونے والی صفات خبری جیسے ہاتھ،صورت،کیا ایسے صفات ظاہر پر حمل ہوں گے یا ان کی تاویل کی جائے گی؟ ۵۔ کیا آخرت میں خدا کو دیکھنا ممکن ہوگا یا نہیں؟ ۶۔انبیاء علیہم السلام کی عصمت بعثت سے پہلے ہے یا اس کے بعد بھی ہے؟ ۴۷

### امیر المومنین علی علیہ السلام کا مخالفین کے ساتھ طرز عمل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے جنگ میں اپنے دشمنوں کو ہمیشہ ظالم اور ستمگار کے عنوان سے جانا ہے لیکن ہرگز انہیں کافر قرار نہیں دیا، امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام مقابل میں آنے والے دشمنوں کے سلسلہ میں فرمایا کرتے تھے:

" انا لم نقاتلھم علی التکفیر لھم ولم نقاتلھم علی التکفیر لنا ولکنا رأینا انا علیٰ حق و رأوا انھم علیٰ حق"۔ ہم ان سے ان کے کفر کی وجہ سے جنگ نہیں کررہے ہیں اور نہ ہی وہ لوگ ہم سے ہمارے کفر کی وجہ سے جنگ کررہے ہیں بلکہ اپنے آپ کو ہم نے حق پر پایا اور ان لوگوں نے

بھی اپنے آپ کو حق پر دیکھا ہے ۔یعنی آپ نے ہرگز اپنے دشمنوں کو کافر نہیں کہا بلکہ انہیں گنہگار اور خطاکار کہا ہے ۔۵۷ے

" ان علیا لم یکن ینسب احدا من اهل حربه الی الشرک ولا الی النفاق ولکنه کان یقول هم اخواننا بَغَوا علینا" ۷۶ے

حضرت علی علیہ السلام اپنے مد مقابل دشمنوں کی طرف ہرگز شرک کی نسبت نہیں دیتے تھے اور نہ ہی انہیں منافق خطاب کرتے تھے،بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ لوگ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے ۔یعنی آپؑ ہرگز انہیں کافر اور مشرک نہیں کہتے بلکہ انہیں ستمگار سمجھتے تھے۔

## تکفیر کے سلسلہ میں شیعہ سنی علماء کے نظریات اور اس کا راہ حل

تکفیر؛ یعنی ان چیزوں پر ایمان نہ رکھنا جن پر ایمان لانا ضروری ہے چاہے وہ تفصیلی ایمان ہو یعنی توحید، نبوت اور قیامت پر ایمان لانا چاہے اجمالی ایمان ہو یعنی ضروریات دین پر ایمان رکھنا۔

فاضل مقداد ، ابن میثم بحرانی اور قاضی ایجی کہتے ہیں:" کفر ایمان کی ضد ہے یعنی ان چیزوں کی تصدیق نہ کرنا جسے آنحضرتؐ اپنے ساتھ لائے : " الکفر اصطلاحا هو انکار ما علم ضرورة مجیی الرسول(ص) به و---"۷۷ے

علامہ طباطبائی کفر کے مصادیق کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :" کافر وہ شخص ہے جو الوہیت ، توحید ، رسالت اور ضروریات دین کا انکار کرے"۷۸ے

## کفر کے اسباب

فریقین کے علماء کی تعریفوں کے پیش نظر تین چیزیں کفر کا باعث ہوتی ہیں:

۱۔ اس چیز کا انکار جس پر ایمان لانا واجب ہے ، جیسے خالقیت، توحید (ذاتی ،فعلی اور عبادی ) رسالت و قیامت۔۷۹ے

## کفر کے اسباب

اگر فریقین کے علماء کی تعریفوں کا خلاصہ کیا جائے تو تین چیزیں کفر کا باعث ہوں گی:

اول: اس چیز انکار جس پر ایمان لانا واجب ہے: جیسے توحید ذاتی، فعلی اور عبادی، خدا کا خالق ہونا، رسالت اور قیامت۔ دوم: اسلام کے ان ارکان اور فروعات کا انکار کرنا جو دین کا جزء شمار ہوتے ہیں۔ جب امام صادق علیہ السلام سے سوال ہوا کہ اگر کوئی شخص گناہ کبیرہ کے ساتھ مرے تو کیا اس کی موت مشرکوں کے جیسی ہوگی؟ امامؑ نے جواب دیا: اگر اس نے گناہ کبیرہ اس عنوان سے انجام دیا ہے کہ وہ حلال ہے تو وہ دین سے خارج ہے اور دردناک عذاب میں مبتلا ہوگا لیکن اگر ایسا نہ ہو بلکہ اسے گناہ سمجھتے ہوئے انجام دے تو وہ دین سے خارج نہ ہوگا اور ہلکے عذاب میں مبتلا ہوگا۔۸۰

سوم: ضروریات دین میں سے اس چیز کا انکار کرنا جس کے متعلق یہ معلوم ہو کہ وہ دین کا جزء ہے۔

## اہل قبلہ کی عدم تکفیر پر اجماع

علامہ محمد احمد مشہور کہتے ہیں:

"علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہیں کہا جاسکتا؛۔۔۔جو چیزیں ضروریات دین کا حصہ شمار کی جاتی ہیں وہ عبارت ہیں؛ توحید، نبوت، خاتمیت، آنحضرتؐ کی رسالت، قیامت، حساب، جزا، جنت اور جہنم، لہٰذا جو بھی ان چیزوں کا انکار کرے تو وہ کفر ہوگا۔

جب حضرت علی علیہ السلام سے دشمنوں کے سلسلہ میں سوال کیا گیا کہ کیا وہ لوگ کافر ہیں تو آپ نے فرمایا: نہیں، وہ کفر سے بیزار ہیں، اس کے بعد سوال کیا گیا کہ کیا وہ لوگ منافق ہیں؟ فرمایا: نہیں، اس لئے کہ منافق بہت کم خدا کو یاد کرتے ہیں، جب کہ یہ لوگ خدا کو بہت یاد کرتے ہیں، پھر سوال ہوا: پس یہ لوگ کون ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو فتنہ کی وجہ سے اندھے اور بہرے ہوگئے ہیں۔۸۱

علّامہ سیف الدین آمادی کہتے ہیں: " جو بھی جسم (مادہ) اور غیر خدا کو خدا کہے وہ کافر ہے۔ شاید وہ لوگ جو جناب عیسٰی علیہ السلام کو خدا کہتے ہیں کافر ہوں؛ اس لئے کہ وہ بھی جسم (مادہ) ہیں (لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم) لیکن مسلمانوں کو ایسے کفر سے متہم نہیں کیا جاسکتا۸۲

واجبات کو انجام دینا دین نہیں ہے بلکہ واجبات کی تصدیق کرنا دین ہے: (ذلک دین القیمۃ) ان آیتوں میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو دلالت کرسکے کہ نماز قائم کرنا اور زکات دینا

دین ہے ، دین اور دینی افعال میں بڑا فرق ہے ، قرآن کریم میں وارد ہوا ہے: " وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدّین" اس کے بعد فرمایا : " حنفاء ویقیموا الصلاۃ ویوتوا الزکاۃ "تو معلوم ہوا کہ دین اور اس کے واجبات میں فرق ہے۔۸۳

مذکور عالم دین اور فریقین کے دیگر علماء کی نظر میں افعال اور فرعی احکام میں خطا کفر کا باعث نہیں ہوتا بشرطیکہ اس کا تعلق دین کے ضروریات میں سے نہ ہو۔

آیۃ للہ سبحانی فرماتے ہیں : " اذا تعرفت علی مایخرج الانسان من الایمان ویدخلہ فی الکفر یعلم انہ لا یصح تکفیر فرقۃ من الفرق الاسلامیۃ ما دامت تعترف بالشھادتین ولا تنکر مایعد من ضروریات الدین۔۔۔" اس حقیقت کے جاننے کے بعد کہ ایمان اور کفر کی حدیں کیا ہیں، اسلامی فرقوں میں سے کسی بھی فرقے کے ماننے والے کو جب تک کہ وہ ضروریات دین کا انکار نہیں کرتا اور اپنی زبان پر کلمہ شہادتین جاری کررہا ہے، تکفیر نہیں کی جاسکتی ، لیکن بڑے افسوس کا مقام ہے کہ صدیوں سے شبہات ، مجہولات اور مذہبی تعصب کے نام پر ایک دوسرے کی تکفیر ہوتی چلی آرہی ہے جب کہ کتاب و سنت اور اجماع کی رو سے کسی کو کافر قرار دینا حرام ہے ۔

توجب سارے مسلمان خدا کی وحدانیت اور رسولؐ کی رسالت کے قائل ہیں تو ہم پر واجب ہے کہ ہم اس سلسلہ میں دینی اور ایمانی تقاضوں کی مراعات کریں اور جو مسائل مختلف فرقوں کے درمیان اختلاف کا باعث ہیں انہیں بہانہ بناکر کسی کی تکفیر نہ کریں۔

لہٰذا اسلامی قوانین کی رو سے اہل قبلہ جو اپنی زبان پر کلمہ شہادتین جاری کررہے ہیں انہیں کفر و شرک سے متہم نہیں کیا جاسکتا بلکہ ایسی تہمت لگانا بھی جرم ہے جیسا کہ فریقین کے علماء جیسے ابن حزم جنہوں نے اس بات کو بڑی تاکید سے بیان کیا ہے ۔

شیخ الاسلام تقی الدین السبکی کہتے ہیں : مومنین کو کافر کہنا بہت دشوار امر ہے ، جس شخص کے دل میں ایمان ہو اور خدا کی وحدانیت کے ساتھ آنحضرتؐ کی رسالت کا اقرار کرتا ہو اسے کافر کہنا بہت خطرناک کام ہے۔۸۴

احمد بن زاہر سرخسی اشعری کہتے ہیں : " شیخ ابو الحسن اشعری نے اپنی وفات سے پہلے مجھے حکم دیا تاکہ میں ان کے چاہنے والوں کو جمع کروں ، اور جب سب اکٹھا ہوگئے توآپ نے فرمایا :

تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے اہل قبلہ میں سے کسی بھی فرد کو اس کے گناہوں کی وجہ سے نہ ہی تکفیر کی ہے اور نہ ہی اسے کافر کہا ہے اس لئے کہ وہ سب ایک خدا کے ماننے والے اور مسلمان ہیں"۔۸۵

قاضی ایجی نے بھی اس بات پر زور دیا ہے : متکلمین اور فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ " اہل قبلہ کو کافر نہیں کہا جاسکتا" ،"اختلافی مسائل جیسے ؛ کیا خدا اپنے علم سے باخبر ہے یا وہ اپنے بندوں کے افعال کا بھی خالق ہے ---یہ وہ مسائل ہیں جن کے متعلق پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، اصحاب اور تابعین نے ہرگز بحث نہیں کی ، ایسے مسائل تکفیر کا باعث اور کسی کے مسلمان ہونے کی راہ میں خلل وارد نہیں کرسکتے۔۸۶

اشعریوں کے عظیم عالم دین غزالی کہتے ہیں:" تکفیر سے دور رہنا چاہئے ، اہل قبلہ جو کلمہ شہادتین کی گواہی دیتے ہیں ان کی جان و مال کو مباح کرنا ایک ایسا گناہ ہے جو ہزار کافر کے گناہ سے چشم پوشی کرنا ناآسان ہے لیکن ایک مسلمان کا خون بہانا بہت سخت ہے ، اس کے بعد آنحضرتؐ کی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا:

" امرت ان اقاتل النّاس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ محمّد رسول اللہ ، فاذا قالوھا فقد عصموا منی دمائھم واموالھم الا بحقھا"

مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اسی وقت تک لوگوں سے جنگ کروں جب تک کہ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کا اقرار نہیں کرلیتے اس لیے جیسے ہی انہوں نے اقرار کرلیا ان کے خون اور مال امان میں ہیں مگر یہ کہ ایسا کرنا (جنگ و قتل) برحق ہو۔

غزالی کی نظر میں بہت سے تکفیری احکام تعصب کی وجہ سے صادر ہوئے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ تاویل میں خطا کسی کے کفر کا باعث نہیں ہوسکتی بلکہ تکفیر کے لئے ایک محکم دلیل کی ضرورت ہے ، اس کے بعد کہتے ہیں :" توحید کا اقرار کفر سے دوری کی علامت ہے اور کسی کے اقرار کے انکار کے لئے محکم دلیل کی ضرورت ہے ، اس کے بعد اپنے کلام کے آخر میں کہتے ہیں:

" وھذا القدر کاف فی التنبیہ علی ان اسراف من بالغ فی التکفیر لیس عن برھان فان البرھان اما اصل او قیاس علی اصل ، والاصل ھو التکذیب الصریح و من لیس بمکذب فلیس فی معنی الکذب اصلا

فیبقی تحت عموم العصمة بکلمة الشہادة۔" غزالی کے یہ جملات تکفیری گروہ کے فتووں کی زبردست رد ہے۔۸۷

## مذہب امامیہ پر ابن تیمیہ کی تہمتیں

دین میں نادانی اور خود غرضی بہت سی خطاؤں کا باعث بنی ہے لیکن ابن تیمیہ جیسے شخص پر بڑا افسوس ہے جسے شیخ اور ایک بزرگ عالم دین کا لقب دیا جاتا ہے یہ جناب مذہب امامیہ کو ایسے امور سے متہم کرتے ہیں جن کا غلط اور باطل ہونا اظہر من الشمس ہے ، یقینا کینہ اور دشمنی انصاف کی دشمن ہے ، کیونکر ممکن ہے کہ یزید تو دینی ذمہ داری پر عمل کرے اور امام حسین علیہ السلام جو فرزند رسولؐ ہیں وہ اپنی ذمہ داریوں پر عمل نہ کریں؟! کیونکر معاویہ کی مخالفت اسلامی حکمراں ہونے کی حیثیت سے کفر کا باعث قرار پائے لیکن حضرت علی علیہ السلام سے مخالفت کرنے میں کوئی حرج نہ ہو؟! ابن تیمیہ کی تہمتوں میں سے ہے کہ امامیہ کے نزدیک اصول دین صرف چار ہیں؛

" اصول الدین عند الامامیة اربعة : التوحید والعدل والنبوة والامامة ھی آخر المراتب، والتوحید والعدل والنبوة قبل ذالک ، وھم یدخلون فی التوحید نفی الصفات ، والقول بانّ القرآن مخلوقٌ ، وانّ اللہ لایُریٰ فی الآخرة ویدخلون فی العدل التکذیب بالقدرة وان اللہ لا یقدر ان یھدی من یشاء ، ولا یقدر ان یضل من یشاء ، وانہ قد یشاء ما لایکون ویکون ما لایشاء ، وغیر ذلک فلا یقولون: انہ خالق کل شئ ولا انہ علی کل شئ قدیر، ولا انہ ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن "۔۸۸

امامیہ کے نزدیک اصول دین چار ہیں؛ توحید ، عدل ، نبوت اور امامت ، امامت سب سے آخر میں ہے اور توحید ، عدل اور نبوت اس سے پہلے ہیں ، یہ لوگ توحید میں نفی صفات کو شامل کرتے ہیں ، ان کا عقیدہ ہے کہ قرآن مخلوق ہے اور قیامت کے دن خدا دکھائی نہیں دے گا۔ اور عدل میں قدرت کی تکذیب کو شامل کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ خدا جسے چاہے اس کی ہدایت پر قدرت نہیں رکھتا اور جسے چاہے اسے گمراہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور جس چیز کے ہونے کا ارادہ کرتا ہے وہ ہوتی نہیں ہے اور وہ چیزیں ہوجاتی ہیں جس کا اس نے ارادہ نہیں کیا ہے، اسی طرح کی دیگر باتیں۔اور ان کا عقیدہ اس بات پر نہیں ہے ؛ کہ خداوند ہر

شے کا خالق ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اور ان کا یہ عقید ہ نہیں ہے کہ خدا جو چاہے وہ ہوجائے اور جو نہ چاہے وہ نہ ہو۔

علّامہ امینی کا جواب

اس شخص کی جہالت کس قدر زیادہ ہے کہ اسے اصول دین اور اصول مذہب کا فرق نہیں معلوم ، یہی وجہ ہے کہ اسے اپنے علاوہ دوسروں کے عقیدے کی خبر نہیں ہے،اس نے اصول میں سے قیامت کو شمار نہیں کیا"بلغ من جهل الرجل انه لم يفرق بين اصول الدين و اصول المذاهب فيعد الامامة التي هي من تالي القسمين في الاول، وانه لا يعرف عقائد قوم هو يبحث عنها و لذلك اسقط المعاد من اصول الدين ولا يختلف من الشيعة اثنان في عدة منها على ان احدا لو عد الامامة من اصول الدين ۔۔اگر کوئی امامت کو اصول دین کا حصہ سمجھے تو یہ ادّعیٰ بغیر دلیل کے نہیں ہے اس لئے کہ قرآن کریم میں خداوند عالم نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کو رسول اللہﷺ کی ولایت سے جوڑ دیا ہے : (انّما وليكم الله ورسوله و الذين آمنوا۔۔۔)۸۹ لیکن قیامت کو اصول کا حصہ نہ سمجھنا۔۔۔؟!۹۰

## نتیجہ

اسلامی اصول سے جہالت ،زیادتی اور شدت پسندی ، استعمار کی سیاست اور ان کی حمایت کی وجہ سے آج مسلمان تکفیر جیسی مصیبت میں مبتلا ہوگئے ہیں لہٰذا تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اس مصیبت سے چھٹکارے کے لئے اپنی پوری کوشش کریں۔

اگر آج کے دور میں تکفیریوں نے کھلم کھلا مسلمانوں کا قتل عام شروع کردیا ہے اور قتل عام کے لئے اسلام اور احکام اسلامی کے نفاذ کو بہانہ بنا رکھا ہے تو یہ جرأت ہم مسلمانوں کے اختلاف اور تفرقے کی وجہ سے ان میں پیدا ہوئی ہے ۔

اگر اعتراضات کا دروازہ بند ہوجائے اور تکفیر کے فتوؤں کا سلسلہ منقطع کردیا جائے،اسلامی سماج کے فاصلوں کو ختم اور فریقین کے علماء کی دشمنی کو دوستی میں بدل دیا جائے تو ایسا کرنے سے داخلی اور خارجی دشمنوں کی امیدیں ناکام اور اسلام تکفیریوں سے اپنے سارے حساب وکتاب برابر کرسکتا ہے ۔

کیا وہ باتیں جنہیں اس وقت تکفیریوں نے بہانہ بنالیا ہے اور ان کی وجہ سے مسلمانوں پر کفر و شرک کی تہمت لگا رہے ہیں ، کیا یہ سب کچھ کتاب و سنت سے اخذ کیا ہے اور دین کا راستہ وہی ہے جو وہ تکفیری گروہ دکھا رہا ہے ؟

اگر اسلامی منابع میں تھوڑا بہت جستجو کیا جائے تو اس بات کے خلاف سیکڑوں شواہد ہوں گے ، اسلام محبت و عطوفت کا دین ہے اور اس کی شریعت، آسانیوں پر استوار ہے ، جس میں انسانوں کو زبانی طور پر کلمہ شہادتین کی گواہی کے بعد قبول کرلیا جاتا ہے ، یہ وہ چیز ہے جو آیات و روایات اور پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت و سنت او ر فریقین کے علماء کے فتوں سے ثابت ہے ۔

" وانّ هٰذا صراطی مستقیماً فاتّبعوه ولا تتبعوا السّبل فتفرّق بکم عن سبیله "[۹۱]

خداوند عالم نے ہم سب کو ایک راستے اور صراط مستقیم کی جانب دعوت دی ہے اور سب کو گمراہی کے راستے پر جانے سے روک دیا ہے اور جن لوگوں نے اپنے عقیدوں کو برباد اور دین کو گمراہی کے راستے پر ڈال دیا ہے ، ان سے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کو دور اور خود ان سے حساب و کتاب لینے کے لئے اقدام کرے گا۔ "ان الذین فرقوا دینهم و کانوا شیعا لست منهم فی شئ "[۹۲] جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ان سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

ہم سب کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہماری نجات کا راستہ وحدت اور حبل الہی سے تمسک ہے ، بے شمار آیتیں اور روایتیں محبت و الفت اور وحدت و یکجہتی کی طرف دعوت دیتی ہیں اور ہر ایک کو تہمت و تکفیر اور فسق و فجور سے دور رہنے کا حکم دیتی ہیں:

" واعتصموا بحبل الله جمیعاً ولا تفرقوا ، و اذکروا نعمت الله علیکم اذ کنتم اعدآءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا و کنتم علی شفا حفرة من النّار فانقذکم منها کذلک یبیّن الله لکم آیاته لعلکم تهتدون۔"[۹۳]

اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کردی تو

تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم جہنم کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں نکال لیا اور اللہ اسی طرح اپنی آیتیں بیان کرتا ہے کہ شاید تم ہدایت یافتہ بن جاؤ۔

ایک اسلامی سماج اسے کہتے ہیں جس میں وحدت اور یکجہتی ہر طرف موجزن ہو اور ہر گز اسلامی بھائی چارگی پر رنگ و نسل اور ذات پات کا فرق غالب نہ آنے پائےاور ہماری معنویت اور ثقافت کو ٹھیس نہ پہنچے اور اس سماج میں جینے والے مسلمان زمانہ شناس ہونے کے ساتھ ہر قسم کے ظلم و ستم اور جبر و تشدد سے آزاد ہوں ، مغربی ثقافت کو اسلامی تہذیب سے نزدیک نہ ہونے دیں اور عزت و شرافت کے ساتھ زندگی گزاریں اور ہر گز ظلم وستم کے سایہ میں نہ جائیں۔ ۹۴

ان الاسلام یوکد علی وحدة المسلمین والتمسک بالعروة الوثقیٰ و نبذ کل مایھدم ھذہ الوحدة من التھم والظنون او التکفیر والتفسیق و یراھا امرا ضروریا للمسلمین ، و تری الترغیب فی الالفة والوحدة اذا تدبرت معانی الآیات النازلة فی ھذا المجال حیث قال سبحانہ :

جب انسان انصاف کی نگاہ ذیل کی آیتوں پر ڈالے گا اور غور وفکر کرے گا تو اسی نتیجہ پر پہنچے گا جو خدا نے بتانا چاہاہے:

۱۔ انما المؤمنون اخوة " ۹۵

۲۔ والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض ۹۶

۳۔ محمّد رسول للہ والّذین معہ اشدّاء علی الکفّار رحمآء بینھم ۹۷

۴۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا ۹۸

۵۔ ولاتکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ماجاءھم البینات واولٓئک لھم عذاب عظیم ۹۹

۶۔ ان الذین فرقوا دینھم و کانوا شیعا لست منھم فی شیء انما امرھم الی اللہ ثم ینبئھم بما کانوا یفعلون ۱۰۰

۷۔ ان اقیموا الدین ولاتتفرقوا فیہ ۱۰۱

۸۔ ولاتتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ۱۰۲

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں بھی اتحاد و وحدت کی بہت تاکید ہوئی ہے اور اختلافات سے دوری کا حکم دیا گیا ہے، آنحضرتؐ فرماتے ہیں:

"لا تدخلون الجنة حتی تومنوا، ولا تومنون حتی تحابوا أولا ادلکم علی شئ اذا فعلتموه تحاببتم افشوا السلام بینکم"[۲۰۳]

حوالے:


۱۔ تاریخ طبری، ج ۳، ص ۲۵۰-۲۵۲

۲۔شرح نہج البلاغہ، ج ۸، ص ۱۱۳

۳۔وسائل الشیعہ، ج ۲۸ص ۲۴۸

۴۔سلفی گری و وہابیت، ج ۱، ص ۳۱

۵۔سابق حوالہ، ص ۳۳۳-۳۵۰

۶۔نہج البلاغہ، کلمات قصار ۱۱۷

۷۔ وہابیت بر سر دوراہی، ص ۱۰و۱۴۱

۸۔ شہر کرمانشاہ کے علماء کے درمیان ہونے والی تقریر ۲۰/۷/۹۰

۹۔مفردات راغب، ص ۶۸۳-۶۸۶

۱۰۔سورۂ بقرہ، آیت ۶

۱۱۔سورۂ انفال، آیت ۵۶

۱۲۔سورۂ نساء، آیت ۱۵۰

۱۳۔سورۂ بقرہ، آیت ۸۹

۱۴۔سورۂ بقرہ، آیت ۶۱

۱۵۔سورۂ آل عمران، آیت ۴

۱۶۔سورۂ نساء، آیت ۱۳۶

۱۷۔ سورۂ کہف، آیت ۱۰۵

۱۸۔سورۂ غافر، آیت ۴۲

۱۹۔سورۂ غافر، آیت ۱۲

۲۰۔مرتضی مطہری، مجموعہ آثار، ج ۱۵، ص ۹۹۷

۲۱۔پھر تم لوگ لوگوں میں سے زیادہ برے ہو اور وہ ہو جن کی کمانوں میں شیطان تیر رکھتا ہے اور ان کے ہاتھوں سے وار کرتا ہے۔ مرتضی ، مطہری ، مجموعہ آثار ، ج۱۶ ۔ ص ۳۲۲، ۳۲۴

۲۲۔ابن تیمیہ کے افکار کا خلاصہ آئندہ پیش کریں گے ۔

۲۳۔وہابیت بر سر دو راہی ، ص ۱۵۹

۲۴۔ سابق حوالہ ، ص ۱۶۰۔۱۶۲

۲۵۔سورۂ نساء ، آیت ۹۴

۲۶۔بحار الانوار ، ج ۴۷، ص۲۸۲

۲۷۔وہابیت بازنگری از درون ص ۳۳۔۳۶

۲۸۔ تحریر المواعظ العددیہ ، ص ۵۲۷

۲۹۔ نہج البلاغہ ، خطبہ ۲۳۴، خطبہ قاصعہ

۳۰۔سورۂ زخرف ، آیت ۲۲

۳۱۔پیام پیامبر، ص ۸۶۲

۳۲۔مرتضی مطہری، مجموعہ آثار، ج ۴ ص ۸۲۴

۳۳۔ نہج البلاغہ ، خطبہ نمبر ۹۱

۳۴۔مرتضی مطہری ، مجموعہ آثار ، ج ۱۸، ص۴۵۶، ۴۵۶

۳۵۔سید مہدی علی زادہ موسوی ، سلفی گری و وہابیت ، ص ۱۱۱ ۔ ۱۲۳

۳۶۔پیام پیامبر ، ص ۷۵۶

۳۷۔ نقدی بر افکار ابن تیمیہ ، ص ۱۶ و۱۷ بحوث فی الملل و النحل ، ص۹۵، ۸۳ سلفی گری و۔۔۔ ص ۲۰۱۔۱۹۹

۳۸۔ نقدی بر افکار ابن تیمیہ بہ نقل از مجموعہ الرسائل والمسائل ، ج ۱، ص ۶۰

۳۹۔ سابق حوالہ ، بہ نقل از التوسل والوسیلہ ، ص ۱۵۶

۴۰۔ زیارۃ القبور ، ص ۱۷، ۱۸

۴۱۔ مجموعۃ الرسائل والمسائل ، ج ۱، ص ۱۷

۴۲۔ الفتاوی ، ج ۵، ص ۱۹۲

۴۳۔ نقدی بر افکار ابن تیمیہ منقول از " رحلۃ ابن بطوطۃ" ص ۹۵، و نقدی بر افکار ابن تیمیہ ، ص ۱۸، ۱۹

۴۴۔ منہاج السنہ ، ج ۲، ص ۴۳۵، ۴۳۷

۴۵۔ ابن تیمیہ ، تفسیر سورۂ نور ، ص ۱۷۸، و۱۷۹

۴۶۔ منہاج السنہ ، ج ۴، ص ۱۰۴

۴۷۔ البانی ، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ج ۵، ص ۲۶۲
۴۸۔ الحقائق الجلیہ ، ص ۳۱، ۳۲
۴۹۔ نقدی بر افکار ابن تیمیہ ، ص ۲۴، ۲۵
۵۰۔ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی ، ج، ص ۴۹۸
۵۱۔ نقدی بر افکار ابن تیمیہ منقول از مراۃ الجنان ، ج ۴ص ۲۷۷
۵۲۔ دفع شبہۃ من شبہ و تمرد ، ص ۲۱۶
۵۳۔ الدرر الکامنہ ، ج ا، ص ۱۵۰
۵۴۔ مؤلفات محمد بن عبد الوہاب ، ج ا، ص ۳۳۴ والجامع الفرید فی شرح کتاب التوحید ، ج ا، ص ۵۵۰
۵۵۔ سورۂ نساء ، آیت ۹۴
۵۶۔ سورۂ نساء ، آیت ۹۳
۵۷۔ وہابیت بر سر دوراہی ، ص ۱۶۵۔۱۶۶
۵۸۔ بحار الانوار ، ج ۱۷، باب ۴۱، ص ۱۹۰
۵۹۔ ارشاد القلوب ، ترجمہ طباطبایی ، ص ۲۷۳
۶۰۔ سورہ ہود آیت نمبر ۲۷
۶۱۔ امالی الصدوق ، ص ۳۰۴
۶۲۔ ۷۰ مرتضی مطہری ، مجموعہ آثار ، ج ۲۵، ۳۰۷
۶۳۔ سورۂ آل عمران، آیہ ۱۰۳
۶۴۔سورۂ آل عمران ،آیت ۱۰۵
۶۵۔سورۂ انفال، آیت ۴۶
۶۶۔مرتضی مطہری ، مجموعہ آثار ، ج ۲۴، ص۳۹
۶۷۔کنز العمال ، ج ا، ص ۲۹، ش ۳۰
۶۸۔سنن ابی داود ، ج ۴، ص ۲۲۱، ردیف ۴۸۶۷، کتاب السنۃ
۶۹۔ صحیح مسلم ، ج ا، ص ۵۶، کتاب الایمان ، باب "من قال لاخیہ المسلم یا کافر"
۷۰۔۲۴۱، و سنن ترمذی ، ج ۵، ص ۲۲، شمارہ ۲۶۳۷، کتاب الایمان سابق حوالہ ، ص ۵۷، کتاب الایمان ، باب " من قال لاخیہ المسلم یا کافر" مسند احمد ، ج ۲، ص ۲۲، و۱۴۲، ۶۰، شمارہ ۳۶۲۷، کتاب الایمان۔
۷۱۔سنن الترمذی ، ج ۵، ص ۲۲، شمارہ ۲۶۳۶، کتاب الایمان
۷۲۔مرزہای توحید و شرک در قرآن ، ص ۲۴۔۲۸

۷۳۔سورۂ نساء ، آیت ۱۱۵
۷۴۔الایمان و الکفر، ص ۵۹و۶۰
۷۵۔کنزالعمال ، ج ا، ص ۲۹، شمارہ ۳۰
۷۶۔الایمان والکفر فی الکتاب والسنۃ ، ص ۵۰، و ۵۳
۷۷۔الایمان والکفر، منقول از ارشاد الطالبین ، ص ۴۴۳، قواعد المرام ، ص ۱۷۱، والمواقف ، ص ۳۸۸
۷۸۔الایمان والکفر، منقول از عروۃ الوثقی ، کتاب طہارت ، مبحث نجاسات
۷۹۔ الایمان والکفر، ص ۴۰، ۵۲
۸۰۔کافی، ج ۲، ص ۲۸۵ ج ۲۳
۸۱۔وہابیت بازنگری از درون ، ص ۳۳، ۳۶
۸۲۔ ابکار الافکار فی اصول الدین ، ج ۵، ص ۱۰۳۔
۸۳۔ سابق حوالہ ، ص ۱۰۲
۸۴۔ابکار الافکار فی اصول الدین ، منقول از الشعرانی ، الیواقیت والجواہر ، ص ۵۸
۸۵۔سابق حوالہ
۸۶۔الایمان والکفر، ص ۶۰، ۶۱
۸۷۔ الاقتصاد فی الاعتقاد ، ص ۱۵۸، ۱۵۹
۸۸۔ نظرۃ فی کتاب منہاج السنۃ النبویۃ ، منقول از منہاج السنۃ ، ج ا، ص ۹۹
۸۹۔ سورۂ مائدہ، آیت ۵۵
۹۰۔ نظرۃ فی کتاب منہاج السنۃ النبویۃ ، ص ۳۴، ۳۶
۹۱۔سورۂ انعام ، آیت ۱۵۳
۹۲۔ سورۂ انعام، آیت ۱۵۹
۹۳۔ سورۂ آل عمران ، آیت ۱۰۳
۹۴۔ مرتضی مطہری ، مجموعہ آثار ، ج ۲۴، ص ۴۰
۹۵۔سورۂ حجرات ، آیت ۱۰
۹۶۔سورۂ توبہ ، آیت ۷۱
۹۷۔سورۂ فتح ، آیت ۲۹
۹۸۔ سورۂ آل عمران ، آیت ۱۰۳
۹۹۔ سورۂ آل عمران ، آیت ۱۰۵

۱۰۰۔ سورۂ انعام، آیت ۱۵۹

۱۰۱۔ سورۂ شوری، آیت ۱۵

۱۰۲۔ سورۂ انعام، آیت ۱۳۴، ۱۳۵

۱۰۳۔ الایمان والکفر، ص ۱۳۱، ۴۳، ۵۳۱

## منابع

قرآن کریم

سید رضی، نہج البلاغہ، نشر ہجرت، قم ۱۴۱۴

کلینی، اصول کافی، انتشارات اسلامیہ، چاپ دوم، تہران ۱۳۶۲

حر عاملی، محمد بن حسن، وسایل الشیعہ، موسسہ آل البیتؑ، قم ۱۴۰۹

مکارم شیرازی، ناصر، وہابیت بر سر دو راہی، چاپ نہم، نشر مدرسہ امام علی بن ابی طالب، قم ۱۳۸۶

طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری، دارالفکر، بیروت ۱۴۱۸

سبحانی، جعفر، وہابیت و مبانی فکری و کارنامہ عملی، موسسہ امام صادقؑ، چاپ چہارم، قم ۱۳۸۸

سبحانی، جعفر، مرزہای توحید و شرک در قرآن، ترجمہ مہدی عزیزان، نشر مشعر، تہران ۱۳۸۴

سبحانی، جعفر، الایمان والکفر فی الکتاب والسنۃ، نشر موسسہ امام صادقؑ، چاپ دوم، قم ۱۳۸۵

سبحانی، جعفر، بحوث فی الملل والنحل، موسسہ نشر اسلامی و امام صادقؑ، قم، سبحانی، جعفر، نقدی بر وہابیت، دفتر انتشارات اسلامی، قم ۱۳۶۴

رضوانی علی اصغر، شناخت سلفی ہا، انتشارات مسجد مقدس جمکران، چاپ سوم، قم ۱۳۸۶

رضوانی علی اصغر، نقدی بر افکار ابن تیمیہ، نشر مشعر، تہران ۱۳۸۶

قرشی، سید علی اکبر، قاموس قرآن، دار الکتب الاسلامیہ، چاپ دہم، تہران ۱۳۸۴

مصطفوی، حسن، التحقیق فی کلمات القرآن الکری، بنگاہ ترجمہ و نشر کتاب، تہران ۱۳۶۰

مہیار، رضا، فرہنگ ابجدی، نشر اسلامی، چاپ دوم، تہران ۱۳۷۵

دیلمی، حسن، ارشاد القلوب الی الصواب، نشر شریف رضی، قم ۱۴۴۲

فیروزآبادی، سید مرتضی، فضایل الخمسہ من الصحاح الستہ، انتشارات فیروزآبادی، قم ۱۳۷۴

علوی مالکی، سید محمد، وہابیت بازنگری از درون، مترجم انیسہ خز علی، نشر مشعر، تہران ۱۳۸۶

ابو زہرہ، محمد تاریخ مذاہب اسلامی، مترجم علی رضا ایمانی، مرکز مطالعات و تحقیقات ادیان و مذاہب، قم ۱۳۸۴

خطیب، ضحیٰ، ضوابط التکفیر بن الامس والیوم، باشراف د، رضوان السید و د، ہشام نشابہ، بیروت، دارالبراق ۱۴۲۸، ق ۲۰۰۷

عنایت حمید ، سیری در اندیشہ سیاسی عرب ، شرکت سہامی کتاب ہای جیبی ، تہران ۱۳۵۶
یوسفی اشکوری ، حسن ، اخوان المسلمین ، در دایرۃ المعارف بزرگ اسلامی ، زیر نظر کاظم موسوی بجنوردی ، تہران ،
مرکز دایرۃ المعارف بزرگ اسلامی مجلسی ، محمد باقر ، بحار الانوار ، موسسہ الوفا ، بیروت ۱۳۰۳
جعفریان ، رسول ، تاریخ سیاسی اسلام ، تاریخ خلفاء ، قم ۱۳۷۷ ش
زیر نظر غلام علی حداد عادل ، دانش نامہ جہان اسلام ، بنیاد دائرۃ المعارف
اسلامی ، تہران ۱۳۷۵ ، ش
علی زادہ ، موسوی ، سید مہدی ، سلفی گری و وہابیت ، جلد یکم ، تبار شناسی ، ناشر ،
یاد اندیشہ ، چاپ الہادی ، چاپ اول ، قم ۱۳۸۹ ، ش
عدالت نژاد ، سعید ، سلفیان تکفیری یا الجہادیون ، خاستگاہ و اندیشہ ہا
نظام الدینی ، سید حسین ، تاریخ و تمدن اسلامی ، ش ۱۳۹۰
سجستانی ، ابو داود سلیمان ابن اشعث ، سنن ابی داود ، دارالفکر ، بیروت (بیتا)
ابن ابی الحدید ، شرح نہج البلاغہ ، ناشر کتاب خانہ آیت اللہ مرعشی ، قم ۱۴۰۴ق
نیشاپوری ، مسلم بن حجاج ، صحیح مسلم ، در احیاء التراث العربی ، چاپ دوم ، بیروت ( بیتا )
نوبختی ، حسن بن موسی ، فرق الشیعہ ، تحقیق محمد صادق آل بحر العلوم ، نجف ، ۱۳۵۵
شہرستانی ، محمد بن عبد الکریم ، الملل و النحل ، تحقیق محمد سید گیلانی ، قاہرہ ۱۳۸۷،
النبی المسلح (۱) :الرافضون ، ( جمعہ و دقم علیہ سید احمد رافعت) لندن ، ریاض الریس للکتب والنشر ۱۹۹۱ ،
النبی المسلح ( ۲) :الثائرون ، ( جمعہ و دقم علیہ سید احمد رفعت) ریاض الریس
للکتب والنشر ، لندن ۱۹۹۱
مالکی ، حسن بن فرحان ، مبلغ نہ پیامبر ، مترجم سید یوسف مرتضوی ، نشر ادیان ، چاپ دوم ، قم ۱۳۸۶
مطہری ، مرتضی ، مجموعہ آثار ، انتشارات صدرا ، تہران ، ( بی تا )
ژیل کوپل ، پیامبر و فرعون ، ترجمہ حمید اسدی ، انتشارات کیہان ، چاپ سوم ، تہران ۱۳۸۲
سید قطب ، نشانہ ہای راہ ، مترجم محمود محمودی ، نشر احسان ، چاپ دوم ، تہران ، ۱۳۹۰
فرمانیان ، مہدی ، درآمدی بر پراکندگی سلفی گری و وہابیت در جہان اسلام ، نشر مرکز مطالعات فرہنگی بین المللی ،
تہران ۱۳۰۵
فرمانیان ، مہدی ، گرایش ہای فکری سلفیہ در جہان امروز ، مجلّہ مشکوہ ، شمارہ ۱۰۱، ۴، پاییز ۸۸۳۱ ،
فاضل مقداد، ارشاد الطالبین الی نہج المسترشدین، تحقیق سید مہدی رجائی ، ناشر کتاب خانہ آیۃ اللہ مرعشی ، قم ۱۴۰۵
قاضی ایجی ، المواقف ، نشر عالم الکتب ، بیروت ( بی تا )

بحرانی ابن میثم ، قواعد المرام فی علم الکلام ، محقق سید احمد حسینی ، چاپ دوم ، قم ۱۴۰۶
طباطبائی یزدی ، سید کاظم ، عروۃ الوثقی ، موسسہ اعلمی ، بیروت ۱۴۰۹
حسینی تقی الدین ، دفع شبہ من شبہ و تمرد ، تحقیق زاہد کوثری ، دارالکتب العلمیہ ، بیروت ۱۴۲۵ ،
بخاری ، محمد بن اسماعیل ، صحیح بخاری ، دار احیاء التراث العربی ، بیروت ۱۴۰۰
آمدی ، سیف الدین ، ابکار الافکار ، تحقیق احمد محمد مہدی ، دار الکتب ، قاہرہ ، ۱۴۲۳
غزالی ، ابو حامد، الاقتصاد فی الاعتقاد ، دار الکتب العلمیہ ، بیروت چاپ اول ۱۴۰۹
غزالی ، ابو حامد ، مجموعہ رسائل ، دار الفکر ، بیروت ۱۴۱۶
علامہ امینی ، نظرہ فی کتاب منہاج السنہ ، (بی تا )
خرم شاہی ، بہاء الدین ، پیام پیامبر ، نشر منفرد ، تہران ۱۳۷۶
شیخ صدوق ، امالی صدوق ، نشر اعلمی ، بیروت ، چاپ پنجم ۱۴۰۰
زیر نظر سید کاظم موسوی ، بجنوردی ، دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی ، نشر مرکز دائرۃ المعارف ، تہران ۱۳۸۵
مشکینی ، علی ، تحریر المواعظ العددیہ ، نشر الہادی ، قم ،چاپ ہشتم ۱۴۲۴